قرآن وحدیث سے ماخوذ دُعاؤں کا قیمتی مجموعہ

منتخب دعائیں

مُرتّب
مولانا محمد عبدالرحمن اُستاذِ حدیث وتفسیر
(خلیفہ مجاز حضرت محی السنہ مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم)
حال مقیم جدّہ، سعودی عرب، فون: ۶۸۹۶۰۵۹

ربانی بک ڈپو کٹرہ شیخ چاند لال کنواں دہلی

مُنتخب

دُعائیں

قرآن وحدیث سے ماخوذ دُعاؤں کا قیمتی مجموعہ

مرتب
مولانا محمد عبدالرحمن صاحب حیدرآبادی
استاذ حدیث وتفسیر وناظم اوّل مجلس علمیہ حیدرآباد
خلیفہ مجاز حضرت محی السنہ مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم

:- ناشر :-
ربانی بک ڈپو کٹرہ شیخ چاند لال کنواں دہلی

باسمہٖ تعالیٰ

کتاب :- منتخب دُعائیں

مؤلف :- مولانا عبدالرحمٰن صاحب حیدرآبادی

کتابت :- محمد اختر حسین

طباعت :- ربّانی انٹرپرائزز لال کنواں دہلی ۶ فون :- ۲۳۰۱۱۸-۷۳ - ۳۵۵۷۸۴۰

سنِ اشاعت :- جنوری 2004

اہتمام :- ربّانی برادران

قیمت -/35

ملنے کے پتے :-

(۱) ہندوستان پیپر ایمپوریم، مچھلی کمان حیدرآباد، فون ۵۲۳۰۱۱

(۲) سرتاج ٹیلرس، سوریا کامپلکس تلک روڈ عابڈس حیدرآباد فون ۲۳۱۲۹۷

(۳) ندوہ ایجنسی، ارم کاٹیج، اعظم پورہ، حیدرآباد۔ فون :- ۵۲۹۱۰۱

ناشر :-

ربّانی بُک ڈپو کٹرہ شیخ چاند لال کنواں دہلی ۶

فہرستِ عنوانات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ

البقرۃ ۱۸۶

اور جب آپ سے میرے بندے میرے بارے میں دریافت کریں تو آپ ان سے کہہ دیجئے کہ میں تو قریب ہی ہوں دعا کرنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں جب وہ مجھ سے دعا کرتا ہے، پس لوگوں کو چاہیئے کہ میرے احکام قبول کریں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ ہدایت پا جائیں۔

سلام ۹۵

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیشِ لفظ

خدا اور بندہ کے رشتہ وتعلق کی اصل بنیاد واساس اللہ تعالیٰ کی شانِ ربوبیت ہے، اللہ تعالیٰ نے انسان کو قدم قدم پر محتاج رکھا ہے، آب وغذا کا محتاج، لباس ومکان کا محتاج، اپنی بقاء کے لئے ہمہ دم ہوا کا محتاج، صحت جسمانی اور قوت وتوانائی کا ضرورت مند، اس کا کوئی لمحہ نہیں جو احتیاج سے خالی ہو اور کوئی کام نہیں جس میں دستگیری درکار نہ ہو۔ خدا کی شان یہ ہے کہ وہ غنی مطلق ہے، بے پناہ قدرت وطاقت کا خزانہ اس کے ہاتھوں میں ہے، بڑے بڑے انقلاب اور تبدیلی کے لئے اس کا ایک ادنیٰ اور معمولی اشارہ کافی ہے، رزق، صحت وشفاء، ہدایت، حیات وموت اور انسان بلکہ کائنات کی تمام ضروریات وحاجات کی کلید اس نے اپنے ہاتھ میں رکھی ہے ——— خدا کی یہ قدرتِ بے پناہ قدم قدم پر انسان کے عجز وناچاری کی دستگیری کرتی ہے، اسی کا نام "ربوبیت" ہے، "اللہ رب" ہے اور بندہ "مربوب"

ہر ضرورت مند کو داتا کے سامنے ہاتھ پھیلانا ہے، محتاج کو غنی سے سوال کرنا ہے، حاجت مند کو حاجت روا سے مانگنا ہے، یہی دعا کی روح ہے۔ قرآن مجید نے اپنی پہلی سورہ، بلکہ اپنے مقدمہ اور فاتحۃ الکتاب میں ہی ایک طرف اپنی شانِ ربوبیت کا ذکر فرمایا اور دوسری طرف بتایا کہ ہمیں مدد و

اعانت کا ہاتھ صرف خدا کے سامنے دراز کرنا ہے۔ "ایاك نستعين" چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ معمولی سے معمولی چیز کی بابت بھی خدا ہی سے سوال کرو، یہاں تک کہ جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے تو اس کا بھی۔ دعا کے ذریعہ دراصل انسان اللہ کے "رب" ہونے کا اعتراف کرتا ہے اور خود اپنی عجز وناچارگی کا مجسم اقرار بن جاتا ہے۔ پھر جب اللہ تعالےٰ اپنی شانِ رحمت سے دعا کو قبول فرماتا ہے تو اس کی شان ہائے رحمت وکرم اور جود وعطا ظہور میں آتی ہے اور دعا قبول نہ ہو تو اس میں بندہ خدا کی شانِ استغنا کو دیکھتا ہے، خدا کو یہ بات بہت پسند ہے کہ اس کی بلند وعظیم صفات ظاہر ہوں اور اس کی قدرت ورحمت کا تذکرہ ہو۔ دعا خدا کی ان مرضیات کو پورا کرتی ہے، اسی لئے اللہ تعالےٰ مانگنے والوں سے خوش ہوتے ہیں، آپؐ نے ارشاد فرمایا: لیس شیئ اکرم علی اللہ من الدعا۔

پس، دعا اہلِ ایمان کے لئے سب سے بڑا ہتھیار ہے، جو اس کے ہاتھ کو خدا کے خزانہ تک پہونچاتا ہے، اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعاؤں کا خاص اہتمام فرمایا ہے، سونا جاگنا، کھانا پینا، قضاء حاجت کو جانا اور آنا، سفر پر نکلنا اور واپس ہونا، ولادت وموت، صحت وبیماری مسرت وغم باہم ملاقات، شادی بیاہ، کپڑے پہننا، صبح وشام کوئی وقت اور موقع نہیں جب آپؐ کوئی خاص دعا نہ پڑھتے ہوں اور جو حدیث کی کتابوں کے ذریعہ ہم تک نہ پہونچی ہو، یہ دعائیں لمحہ لمحہ انسان کے عجز وناچاری اور خدا کی قدرت اور شانِ ربوبیت کی یاد دلاتی اور خدا کی حمد وثنا اور تسبیح کی طرف متوجہ کرتی ہیں اور اس کو یاد دلاتی ہے کہ خدا کی جو کچھ نعمتیں حاصل رہی ہیں یہ صرف خدا ہی کے خزانہ اور اس کے حکم سے ہے۔ چنانچہ معمولِ مبارک تھا کہ

عین وقت جہاد جو سپہ سالارانہ کرّوفر اور سپاہیانہ جوش وخروش کا وقت ہوتا ہے زبانِ مبارک پر یہ کلمات جاری رہتے تھے :

اللّٰھم انت عضدی ونصیری بك احول وبك اصول وبك اقاتل۔ (ترمذی)	بار الٰہا! تو ہی میرا بازو ہے، تو ہی مددگار ہے، تجھ ہی سے دشمن کے مقابلہ میری قوت ہے، تیرے ہی سہارے میں دشمن کی صف میں گھس سکوں گا اور تیری ہی مدد کی امید پر میدانِ جنگ میں اتر رہا ہوں۔

کھانا ایک فطری ضرورت ہے، لیکن "دعاءِ نبوی" اس وقت بھی ہمیں اس جانب متوجہ کرتی ہے کہ یہ جو کچھ خورد ونوش تمہیں میسر آیا ہے، یہ محض فضلِ خداوندی اور عطاءِ ربانی ہے : الحمد للہ الذی اطعمنی وسقانی وجعلنی من المسلمین۔ قضاءِ حاجت ایک امرِ طبعی ہے اور بظاہر انسان کا نظامِ جسمانی خود اس کا متقاضی ہوتا ہے، لیکن مسلمان اپنی زبان ودل سے اس کو بھی اپنے خالق ومالک ہی کی طرف منسوب کرتا ہے کہ : الحمد للہ الذی اذھب عنی الاذی وعافانی۔ خواب وبیداری کا تعلق بھی جسم انسانی کی معتدل کیفیت سے ہے، لیکن نیند چونکہ انسان کے لئے سب سے بڑھ کر سامانِ رحمت اور دل ودماغ کے لئے باعثِ سکون ہے، اس لئے مسلمان اپنی زبان ودل سے ہر صبح اس اقرار واعتراف کو دہراتا رہتا ہے کہ یہ شیریں نیند بھی اسی کی طرف سے تھی، اور اس کی آدھی موت اور دنیا سے بے تعلقی کے بعد پھر حیات وزندگی کی واپسی بھی اسی کے اشارۂ غیبی کی دین ہے : الحمد للہ الذی احیانا بعد ما اماتنا والیہ النشور۔ اسلئے دعا محض زبان ہی کا عمل نہیں ہے، بلکہ ایمان وعقیدے سے بھی اس کا گہرا رشتہ ہے، وہ اللہ پر ایمان کو مضبوط کرتا ہے، خدا ہی کی ذات سے نفع ونقصان کے

یقین کو تقویت پہونچاتا ہے اور خدا کی توحید کا مکرر ومؤکد اعلان واظہار اور اعتراف واقرار ہے۔ اسی لئے آپؐ نے دعا کو عبادت کا مغز قرار دیا ہے : "الدعاء مخ العبادۃ" کہ خدا کی بندگی کا بھی اصل منشاء ومقصود یہی ہے کہ خدا کی قوت اور اپنی ناطاقتی کا یقین دل میں گھر کرتا جائے۔

ظاہر ہے کہ جب "دعا" بجائے خود عبادت بلکہ روحِ عبادت اور حاصلِ عبادت ہے، تو کیونکر ممکن تھا کہ آپؐ اس کے طریقے اور آداب مقرر نہیں فرماتے۔ چنانچہ جہاں آپؐ نے تفصیل کے ساتھ دعا کے فضائل بیان فرمائے، وہیں اس پہلو پر بھی روشنی ڈالی اور دعا کے لئے مطلوبہ ظاہری اور باطنی کیفیات کو وضاحت سے بیان فرمادیا کہ دعا کے وقت قلب کی کیا کیفیت ہونی چاہیئے؟ بندہ خدا کے سامنے کس طور سوال کے ہاتھ اٹھائے؟ ہاتھ کس طرح چہرہ پر پھیرا جائے؟ کیا الفاظ ہوں؟ کیا اوقات ومقامات ہیں جہاں دعا زیادہ قبول ہوتی ہے؟ کن لوگوں کی دعا انسان کے حق میں زیادہ مقبول ومستجاب ہے؟ خاص خاص مواقع پر کی جانے والی دعائیں اور خاص خاص کلمات وحاجات کے ساتھ آپؐ سے منقول جامع واثرانگیز دعائیں ——— احادیث شریفہ ان تمام امور کی بابت ناطق وگویا ہیں اور ہمیں روشنی عطا کرتی ہیں۔

موضوع کی اسی اہمیت اور عظمت وشان کے باعث سلف صالحین نے اس پر مستقل کتابیں تالیف فرمائیں، جن میں "الحصن الحصین" اور "الحزب الاعظم" خصوصیت سے مقبول ومشہور ہوئیں۔ اردو زبان میں بھی ماثور ومسنون دعاؤں کے کئی مجموعے طبع ہوچکے ہیں۔ تاہم اب بھی ایک ایسی کتاب کی ضرورت تھی، جو تفصیل سے دعا کی حقیقت اور اس کے فلسفہ وبنیادی فکر کو سمجھائے، دعا کے آداب اور طریقے پر روشنی ڈالے، قرآن وحدیث کی جامع دعاؤں کو پیش کرے اور یہ

سب کچھ کتاب وسنت کی روشنی میں اور مستند ومقبول مآخذ کے ذریعہ حاصل کیا
گیا ہو۔ بحمد اللہ ہمارے بزرگ دوست حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحب کی
اس کتاب نے بڑی حد تک انہیں اوصاف اور خوبیوں کے ساتھ اس کام کو پورا
کردیا ہے۔ مولانا نے دعا کی حقیقت، اس کی اہمیت وفضیلت پر شرح وبسط سے
روشنی ڈالی ہے، کتاب وسنت کی جامع واثرانگیز دعاؤں کا عطر بھی کشید کیا ہے،
آدابِ دعا کی طرف بھی احادیث کی روشنی میں اشارات کئے ہیں اور ہر بات
مستند حوالوں سے کہی گئی ہے، رطب ویابس کو جمع کرنے سے گریز کیا گیا ہے۔

اس کتاب کے مؤلف حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحب ان علماء
حقانی میں ہیں، جن کو ماضی قریب کے اکثر بزرگوں سے نیاز حاصل رہا ہے، وہ طویل
عرصہ تک جنوبی ہند کی معروف درس گاہ جامعہ نظامیہ حیدرآباد میں تفسیر
وحدیث کے مقبول استاذ رہے ہیں، عرصہ تک حیدرآباد میں اپنے خطباتِ جمعہ
کے ذریعہ بندگانِ خدا کی اصلاح کرتے رہے ہیں، آندھرا پردیش میں آپ نے
علماء حق کی ایک تنظیم "مجلسِ علمیہ" کی اپنے بعض رفقاء کے ساتھ بنیاد رکھی اور
اس کے ناظمِ اوّل منتخب ہوئے، حق گوئی اور اس میں جرأت وبیباکی کے باعث
ابتلاؤں اور آزمائشوں سے بھی گذرے ہیں اور اب اس وقت جدہ (سعودیہ عربیہ)
کی ایک مسجد "الہدیٰ" میں امامت وخطابت اور درسِ قرآن کی خدمت انجام
دے رہے ہیں۔

متعدد کتابیں آپ کے قلم کی رہینِ منت ہیں، جو شوق کے ہاتھوں لی گئیں
اور قدر کی نگاہوں سے پڑھی گئیں، ان میں قرآنی قصص وواقعات پر "ہدایت
کے چراغ" بطور خاص قابلِ ذکر ہے، جو ڈیڑھ ہزار صفحات سے زیادہ پر
مشتمل ہے۔ امید کہ مولانا کی یہ اہم تالیف بھی عند اللہ وعند الناس درجۂ قبول

حاصل کرے گی اور ان کا قلم کسی تعب وتھکن سے آشنا ہوئے بغیر ہمیشہ
رواں دواں رہے گا۔ بقول استاذ ذوق ؎

رہتا قلم سے نام قیامت تلک ہے ذوق
اولاد سے تو بس یہی دو پشت چار پشت

دار العلوم سبیل السلام حیدرآباد نے بحمد اللہ کئی اہم کتابیں شائع
کی ہیں، اس کے سلسلۂ اشاعت میں مولانا کی یہ قابلِ قدر کتاب خوش گوار
اضافہ ہے۔ ادارہ مولانا موصوف کا شکر گذار ہے کہ انہوں نے اپنی اس قیمتی
کتاب کی طباعت کا موقع عنایت فرمایا اور طباعت کے سلسلہ میں مخلصانہ
تعاون سے بھی سرفراز فرمایا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ کتاب اور صاحبِ کتاب کے
نفع کو عام وتام فرمائے اور جو ادارہ اس کی نشر واشاعت کی ذمہ داری سے
عہدہ برآ ہو رہا ہے اس کو بھی ہمہ جہتی ترقیات سے نوازے۔

واللہ المستعان

محمد رضوان القاسمی
ناظم دار العلوم سبیل السلام ومرکز دعوت وتحقیق
حیدرآباد

۱۲رشعبان ۱۴۱۵ھ
مطابق: ۲۳رجنوری ۱۹۹۵ء
دوشنبہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرضِ مؤلف

دُعا عبادت کا مغز، مومن کا ہتھیار، دین کا ستون اور زمین و آسمان کا نور ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ دُعا کے سوا اور کوئی عمل تقدیر کے فیصلے کو روک نہیں سکتا۔ (ترمذی)

آسمان سے بلا اور مصیبت نازل ہونے کے قریب ہوتی ہے ایسے وقت مسلمان کی دُعا اس سے جا ٹکراتی ہے اور پھر قیامت تک دونوں میں کشمکش جاری ہو جاتی ہے (یعنی، انسان اپنی دُعا کی بدولت اُس مصیبت سے محفوظ ہو جاتا ہے)

(طبرانی۔ حاکم)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری زندگی میں دُعاؤں کا جو اہتمام تھا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ سراپا دُعا تھے، حیات طیبہ کا کوئی پہلو ایسا نہیں جس میں آپ نے دُعا نہ فرمائی ہو۔

محدثین کرام نے ایسی تمام دُعاؤں کو جمع کرنے کا اہتمام کیا تو کئی کئی کتابیں اس سلسلے میں مرتب ہوگئیں اور دُعاؤں کا یہ عظیم ذخیرہ نقل در نقل ہوتا ہوا ہمارے ہاتھوں پہنچ گیا۔ فَلَكَ الْحَمْدُ يَا رَبَّنَا دُعاؤں کے اس ذخیرے میں دُنیا اور آخرت کا کوئی ایسا خیر نہیں جو طلب نہ کیا گیا ہو۔ اسی طرح ایسا کوئی شر نہیں جس سے پناہ طلب

نہ کی گئی ہو۔

یہ آپ کا احسان و کرم تھا جس نے انسانیت کو اپنے رب سے مانگنے کا راستہ فراہم کر دیا۔

فَصَلَوَاتُ رَبِّي وَسَلَامُهُ عَلَيْهِ

دُعا کرنے کی توفیق اور اس کی حقیقت جن حضرات پر منکشف ہوگئی اُن کے لئے کوئی مشکل، مشکل نہیں رہی وہ ہر معاملہ میں کامیاب رہے ہیں۔ انہوں نے اپنے رب سے جو کچھ بھی مانگا پا لیا۔

عام طور پر یہ سنا جاتا ہے کہ فلاں شخص بلاؤں، مصیبتوں اور بیماریوں میں گھرا ہوا ہے نجات کی کوئی صورت نہیں، ایک بیماری سے نجات پائی تو دوسری لگ گئی۔ ایک مصیبت دور ہوئی دوسری نے اسکی جگہ لے لی، آزمائشوں اور بلاؤں کا ہجوم ہے۔ علاج و معالجہ کے تمام اسباب ناکام ہو گئے ہیں، ہر تدبیر الٹی پڑ گئی۔ رنج و غم نے دنیا و آخرت کو خراب کر دیا ہے۔

اس قسم کی شکایات اگرچہ ہر ایک کو پیش نہ آئیں بہر حال عمومی دکھ درد، رنج و غم، بیماری و پریشانی ہر ایک کو پیش آتی ہیں جو زندگی کا لازمہ ضرور ہیں۔

لیکن اس کے باوجود یہ بھی حقیقت ہے کہ اللہ جل جلالہ نے جو بھی بیماری نازل کی ہے۔ اس کی شفا بھی نازل کی ہے۔ حضرت اسامہؓ بن شریک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں۔

"اللہ تعالیٰ نے ایسی کوئی بیماری پیدا نہیں کی جس کی شفاء نہ ہو۔ (اس شفاء کو) جس نے جان لیا وہ تو کامیاب ہوا اور جو ناواقف رہا وہ ناکام رہا۔" (مسند احمد)

اسی حدیث میں یہ بھی اضافہ ہے کہ ایک بیماری ایسی ہے جس کی شفاء

نہیں صحابہ کرام نے دریافت کیا یارسول اللہ وہ کونسی بیماری ہے؟ ارشاد فرمایا، بڑھاپا۔
(ترمذی) ان احادیث کی روشنی میں اہل علم حضرات لکھتے ہیں بیماری سے ہر قسم کی
بیماری مراد ہے۔ خواہ وہ جسمانی ہو یا روحانی ،

جسمانی بیماری تو ہر ایک کو نظر آتی ہے۔ اس لئے مرض والے کو ہر
شخص بیمار کہتا ہے۔ لیکن روحانی بیماری نظر نہیں آتی اس لئے قلبی و روحانی
بیماریوں کو مرض سمجھا نہیں جاتا، یہ ایک عام غلط فہمی ہے، احادیث میں جہل، بخل
غرور و تکبر، بغض و عناد، حسد و کینہ وغیرہ کو مرض قرار دیا ہے۔

واقعہ یہ پیش آیا کسی سفر میں ایک صحابی کا سر پتھر سے زخمی ہوگیا تھا۔
حسنِ اتفاق سے اُسی رات انہیں غسل کی حاجت پیش آگئی، ساتھیوں سے پوچھا کیا
مجھے تیمم کرنے کی اجازت ہے ؟ ــــــ دوستوں نے کہا، پانی موجود ہے اور تم
غسل کر سکتے ہو، تیمم کی اجازت کیوں کر ہو سکتی ہے ؟ ــــــ اس جواب پر
ان زخمی صحابی نے غسل کر لیا لیکن غسل کے بعد بے ہوش ہوگئے اور وفات
پائی، سفر سے واپسی کے بعد صحابہ کرام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ واقعہ
بیان کیا، آپ ناراض ہوگئے۔ "آپ کے الفاظِ مبارکہ اس طرح ہیں :

قَتَلُوهُ قَتَلَهُمُ اللّٰهُ اَلَّا سَأَلُوهُ اِذْ لَمْ يَعْلَمُوا فَاِنَّمَا
شِفَاءُ الْعِيِّ السُّؤَال (ابو داؤد)

ان لوگوں نے اسکو قتل کر دیا اللہ انہیں قتل کرے جب انہیں علم نہ
تھا تو علم والوں سے کیوں نہ دریافت کر لیا۔ بے علمی کی شفاء سوال کرنے میں ہے۔
اس ارشاد میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہل (لاعلمی) کو مرض قرار
دیا ہے جو بظاہر آنکھوں سے نظر نہیں آتا اللہ تعالیٰ نے بھی اپنے پورے کلام (قرآن حکیم)
کو شفاء قرار دیا ہے :

قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ الآیۃ

اس سلسلے میں یہ واقعہ بھی قابل نقل ہے ،

حضرت ابو سعید الخدریؓ بیان کرتے ہیں کہ صحابہ کرام کی ایک جماعت سفر
کر رہی تھی، درمیانِ راہ کھانے پینے کا سامان ختم ہوگیا آگے ایک بستی پر گزر ہوا تو
ان حضرات نے اہل بستی سے ایک دن کی مہمانی طلب کی۔

ان ناشناسوں نے انکار کر دیا، مجبوراً یہ اُسی بستی میں رات گزار دیئے حسنِ
اتفاق کہ رات میں قبیلے کے سردار کو سانپ نے ڈس دیا ہر علاج لاعلاج ثابت ہوا
قوم پریشان تھی ایک شخص نے کہا کہ یہاں چند مسافر مقیم ہیں ممکن ہے اُن کے
ہاں اسکا علاج ہو، پھر وہ آئے اور واقعہ بیان کیا، مسافروں میں ایک صحابی نے
کہا کہ ہاں ہمارے ہاں اسکا علاج ہے لیکن اُس کی قیمت ادا کیجائے ؟ چنانچہ چند
بکریوں پر معاملہ طے ہوگیا، صحابی نے اُس مریض پر سورۂ فاتحہ پڑھ کر دم کیا کچھ
دیر نہ لگی کہ وہ مریض صحت پا گیا، ایسے طور پر کہ اس کو کوئی تکلیف ہی نہ تھی، بستی والے
خوش ہوگئے اور بکریوں کا ہدیہ دیکر انہیں رخصت کر دیا۔

مگر ان حضرات نے آپس میں کہا کہ ان بکریوں سے فائدہ نہ اُٹھایا جائے
جب تک کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت نہ کر لیا جائے معلوم نہیں ایسے
کام کی اجرت حلال بھی ہے یا نہیں ؟

جب مدینہ طیبہ واپس ہوتے تو یہ واقعہ بیان کیا گیا۔ آپ نے مسکراتے
ہوئے ارشاد فرمایا :

تمہیں یہ کیسے معلوم ہوا کہ یہ سورۃ جھاڑ پھونک کیلئے مفید ہے ؟
پھر ارشاد فرمایا اس اجرت کو کھاؤ اور میرا بھی حصہ لگاؤ ۔ (بخاری، مسلم، ترمذی)
بعض بطن پرستوں نے اس واقعہ سے تعویذ، گنڈے، جھاڑ پھونک، عمل

ورل کے کاروبار چلانے کا جواز نکال لیا ہے کہ چلو دو چار محلوں میں عملیات کے
مطب کھول کر بیٹھ جائیں اور اس کو کمائی کا ذریعہ بنالیں۔

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ

یاروں نے بت شکن کو بت ہی بنا کے چھوڑا۔

اسلام میں ایسے کاروبار کی کہاں اجازت ہے؟ اور کس جگہ اس کی
حوصلہ افزائی کی گئی ہے؟ اور عہد سلف سے عہد خلف تک کیا کچھ ایسی
دوکانوں کا ثبوت بھی ملتا ہے؟ اور کیا صحابہ و تابعین کرام نے اس واقعہ سے
یہی مطلب لیا ہے؟ کہ کچھ لوگ عملیات اور تعویذوں کی دوکان کھول کر بیٹھ جائیں!

بسوخت عقل زحیرت کہ ایں چہ بوالعجبی ست

بہر حال ایک بات ضمناً آگئی مقصود تو یہ بیان کرنا تھا کہ بعض آیات اور
اذکار سے ظاہری امراض میں شفاء حاصل کی گئی ہے۔ اس ضمن میں حضرت ابو سعید
الخدریؓ کا یہ واقعہ بھی آگیا علامہ ابن قیمؒ لکھتے ہیں کہ مکہ مکرمہ کے زمانۂ قیام میں
ایک مدت تک مجھکو کئی ایک امراض لاحق ہوگئے تھے نہ کوئی طبیب تھا اور نہ ہی
دوا فراہم ہوسکی ان دنوں میں سورۂ فاتحہ پڑھ کر اپنے بدن پر دم کرلیا کرتا تھا اس
عمل سے عجیب وغریب تاثیر ظاہر ہونے لگی اور میں بہت جلد تمام امراض سے
نجات پاگیا پھر اس کے بعد میں ہر بیمار کو اس کی تلقین کرنے لگا بکثرت مریضوں نے
شفاء پائی۔ علامہ ابن قیمؒ اس موقعہ پر ایک اہم نکتہ بیان کرتے ہیں جو شفاء امراض
میں نہایت مؤثر اور بنیادی حیثیت رکھتا ہے، جن آیات اور اذکار سے شفاء
حاصل کیجاتی ہے وہ یقیناً شافی وکافی ہیں لیکن ان آیات کے مؤثر ہونے کیلئے
دوسبب ضروری ہیں تاکہ اسکا پورا پورا اثر ظاہر ہو، ان دو اسباب کو وہ اپنی
زبان میں:

ہمت الفاعل اور قبول المحل ــــــ تجویز کرتے ہیں۔

ہمت الفاعل کا مطلب یہ کہ ان آیات کے پڑھنے والے کی توجہ اور
اخلاص، علم ویقین کامل مکمل ہو ایسے طور پر کہ اسمیں کسی قسم کا شک تردد تک نہ ہو۔

وَاَنْتُمْ مُوْقِنُوْنَ بِالْاِجَابَةِ (الحدیث)

قبول المحل کا یہ مطلب کہ جس مریض پر آیات و اذکار پڑھی جارہی ہیں وہ مریض
قابل تاثیر ہو۔ یعنی اسکی فطرت وطبیعت آیات و اذکار کے اثرات قبول کرنے کی
صلاحیت رکھتی ہو

لہٰذا جب کبھی ان آیات سے شفاء حاصل نہ ہو تو سمجھا جائیگا۔ فاعل
(پڑھنے والا) اور منفعل (جس پر آیات پڑھی جارہی ہیں) دونوں یا دونوں میں سے
کسی ایک میں نقص اور ضعف ہے جس کی وجہ سے آیات و اذکار کا اثر ظاہر نہیں
ہو رہا ہے۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه

اس حقیقت کو اس طرح سمجھا جاسکتا ہے جس طرح بعض امراض ظاہری
میں دوا فائدہ نہیں دیتی ہے۔ اسکے عام طور پر دو سبب ہوا کرتے ہیں، ڈاکٹر و
طبیب کی نا اہلی و ناتجربہ کاری یا مریض کی طبیعت میں اس دوا کو قبول کرنیکی صلاحیت
نہیں ہے۔ ایسی کسی بھی صورت حال میں مریض کو شفاء نہیں ملتی اسمیں سراسر ڈاکٹر اور
مریض یا دونوں میں کوئی ایک اسکا سبب قرار پاتے ہیں،

اسی طرح آیاتِ قرآنی اور اذکار نبوی کی تاثیرات کا معاملہ ہے۔

ایک طویل حدیث شریف میں اس حقیقت کی جانب اشارہ ملتا ہے۔ آپؐ
ارشاد فرماتے ہیں:

بسا اوقات آدمی سفر کی تھکن اور گرد و غبار کی کثرت اور مسافتِ بعیدہ

کی مشقت سے تنگ و عاجز ہو کر دُعا کے لئے اپنے دونوں ہاتھ آسمان کیطرف
دراز کرتا ہے اور بیتابی و بیقراری میں یاربّ یاربّ پکارتا ہے۔ اسکی اِس
پکار کا کوئی جواب نہیں ملتا کیونکہ اُسکا کھانا حرام ہے پینا حرام کپڑا حرام اور بدن
حرام غذا سے پرورده ہے۔ ایسی صورت میں اسکی پکار کیوں کر سنی جائیگی۔ (مسلم)
اس حدیث سے علامہ ابن قیمؒ کے اُس نظریہ (قبول المحل) کی تائید معلوم
ہوتی ہے۔

الغرض دعاؤں کے عدم قبولیت کی کوئی نہ کوئی وجہ ہو بہر حال دُعاء
اور اذکار اپنا اثر رکھتے ہیں۔ حتیٰ کہ بعض مادّہ پرست ذہنوں نے بھی دُعاؤں کے
اثر انگیزی کا اعتراف کیا ہے اور وہ مجبور ہو گئے ہیں کہ اس حقیقت کو تسلیم کر لیا جائے
دُعا کی قبولیت بظاہر انسان کا اپنا فعل نظر آتا ہے، لیکن حقیقت اسکے بالکل خلاف
ہے۔ بندہ جب دُعا کرتا ہے تو اسکا مطلب یہی ہوتا ہے کہ اے اللہ میری یہ ضرورت
پوری فرما بندہ صرف سوال و درخواست کرتا ہے۔ کام کا ہونا نہ ہونا اللہ تعالیٰ کا فعل
ہے۔ اللہ جب چاہتے ہیں تو حاجت پوری کر دیتے ہیں۔

آغاز عالم سے آج تک جتنی بھی دُعائیں قبول ہوئی ہیں وہ سب کی سب اللہ
جل جلالہٗ کی عطا و بخشش ہیں۔ اس میں انسانی ارادوں اور طاقتوں کا کچھ بھی عمل
دخل نہیں رہا ہے۔

تقدیر الٰہی کا نوشتہ (جو ایمانیات کا اہم رکن ہے) دُعا سے بدلا جا سکتا
ہے ظاہر ہے یہ بات انسانی قوت و طاقت سے وراء الوراء ہے۔ تاہم احادیث
میں یہ صراحت ملتی ہے کہ دعا سے تقدیر کا فیصلہ بدل سکتا ہے اس کا یہی مطلب ہے کہ اللہ
کا ایک فیصلہ دوسرے فیصلہ کو روک سکتا ہے دعا اور تقدیر کا فیصلہ دونوں خود اللہ تعالیٰ کے عمل ہیں
اللہ کا ایک عمل دوسرے عمل کو روک بھی سکتا ہے۔ اور ختم بھی کر سکتا ہے۔ اس

لحاظ سے اگر دُعا سے تقدیر بدل سکتی ہے۔ تو تعجب کی کیا بات ہے ؟

علامہ ابن تیمیہؒ اس مضمون میں کچھ اور ہی اضافہ کرتے ہیں۔ جو دُعا کی
عظمت و شان کے علاوہ اُن کے ایمانی پرواز کی معراج سمجھی جاتی ہے۔

وہ لکھتے ہیں کہ عام طور پر یہ جو کہا جاتا ہے کہ دُعا ممکن چیزوں کی کرنی چاہئے
ناممکنات اور محال قسم کی دُعا کرنی درست نہیں ہے،

لیکن میرا اپنا ایمان و ایقان اس عام نظریہ سے بالکل مختلف ہے میں کہتا
ہوں کہ دُعا میں امکان، غیر امکان، حدود لاحدود کی فلسفیانہ تقسیم انسانی ذہن و فکر
کی اپنی خانہ زاد اختراع ہے جو محدود و مقیّد ذہن و فکر کی غمازی کرتی ہے۔ ان
لوگوں نے دُعا کو اپنا ذاتی عمل سمجھا ہے۔ اس لئے انسانی حدود اربعہ سے آگے
بڑھ نہ سکے۔

لیکن دُعا میں ذاتِ عالی سے کیجا رہی ہے یا مانگی جا رہی ہے وہ لو
حدود، ممکن غیر ممکن کی عقلی و ذہنی پروازوں سے وراء الوراء، وراء الوراء ہے
اسکا اقتدار و اختیار کسی حد پر ختم نہیں ہوتا اُسکی مشیّت کا کوئی کنارہ نہیں، انسانی
قدرت و طاقت کا جہاں اختتام ہوتا ہے۔ وہاں سے الٰہی اقتدار کے حدود شروع
ہوتے ہیں، اس لحاظ سے دُعا کو ان خالی خیالی حدود میں مقید کرنا عقل و فلسفہ
کا مذہب تو ہو سکتا ہے، اسلامی و ایمانی عقیدہ بالکل مختلف ہے۔ دُعا ہر چیز
کی کیجا سکتی ہے۔ بشرطیکہ وہ حرام اور مکروہ نہ ہو۔ اور یہ بھی صرف اس لئے کہ
اللہ تعالیٰ کو بندے کی ایسی خواہش پسند نہیں ہے۔

وَلَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ۔ آلآیۃ

امام ابن تیمیہؒ اپنی اس ذوقی و وجدانی نظریے پر بطور ثبوت و مثال
دو واقعات نقل کرتے ہیں۔

پہلا واقعہ

سیدنا عمر بن الخطابؓ اپنے دور خلافت میں حضرت علاء بن الحضرمیؓ (المتوفی ۱۴ھ) کی سرکردگی میں ایک لشکر بحرین روانہ کیا کہ فلاں خطہ ارضی پر فوجی چھاؤنی قائم کیجائے، سفر دور دراز اور موسم شدید گرمی کا تھا، حضرت علاء الحضرمیؓ اپنا لشکر لیکر روانہ ہوگئے۔ ایک ماہ کی مسافت طے کرکے مطلوبہ مقام کے قریب پہنچے تو بھوک وپیاس کی شدت سے فوج بے دم ہونے لگی دور دراز تک پانی کا نام ونشان نہ تھا، دھوپ کی شدت سے بچنے کیلئے سایہ بھی نہ تھا بے آب وگیاہ طویل وعریض صحرا میں مقید ہوگئے، مجاہدین کے حوصلے پست ہونے لگے ایسے نازک ترین لمحہ میں امیر لشکر حضرت علاء الحضرمیؓ نے سب کو جمع کیا ہمت واستقامت کا درس دیا اور اللہ رحیم وکریم کی تائید ونصرت یاد دلائی اسکے بعد اپنے ساتھیوں سمیت دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دیئے اور گڑگڑا کر اللہ عظیم کو پکارا اور پھر پکارا ادھر دعاء شروع ہوئی کہ ماحول تبدیل ہونے لگا ٹھنڈی ہواؤں کے جھونکے آنے لگے پھر چند ہی لمحات میں کالے کالے بادل چھاگئے اسکے بعد اس زور شور سے بادل برسنے لگے کے لق ودق جنگل جل تھل ہوگیا، دعا سے فارغ ہوکر حضرت علاء الحضرمیؓ اور آپ کے لشکر نے یہ محیر العقول منظر دیکھا کہ باران رحمت کا حلقہ صرف فوجی احاطے کو..... گھیرے ہوئے ہے۔ اطراف واکناف ویسے ہی خشک اور نار جہنم بنا ہوا ہے۔ اللہ اکبر، ساری فوج نہا دھوکر حیات نو پائی، جانوروں کو بھی سیراب کیا گیا۔ اور پانی کا ذخیرہ کرلیا،

دوسرا واقعہ پھر آگے اپنی مہم سر کرنے چلے جس خطہ میں فوجی چھاؤنی قائم

کرنی تھی وہ ایسا گنجان وتاریک جنگل تھا جس میں سورج کی شعاعیں تک پہنچ نہیں پارہی تھیں ہر طرف راستے مسدود تھے داخلے کی کوئی صورت نہ تھی علاوہ ازیں جنگل ہر قسم کے جانوروں سے بھرا پڑا تھا وحشی جانوروں کے علاوہ خونخوار جانور، درندے اور خطرناک سانپ واژدھوں کا بھٹ بنا ہوا تھا،

سورج غروب ہورہا تھا رات کی تاریکی چھانے لگی جانور اپنے اپنے مرکزوں سے نکلنے لگے درندوں اور وحشی جانوروں کی لرزہ خیز وحشت انگیز آوازوں سے جنگل گونجنے لگا، جوں جوں رات کی تاریکی چھانے لگی، فضا میں خوف وہراس بڑھتا گیا، آدھی رات تک پورا ماحول خوفناک ووحشتناک صورت اختیار کرلیا امیر لشکر حضرت علاء الحضرمیؓ نے اپنے تمام ساتھیوں کیساتھ صبح صادق تک جناب الٰہی میں آہ وزاری وفریاد کی اور پھر اس طرح گویا ہوئے۔

"الٰہی آپ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے خلیفہ (سیدنا عمر بن الخطابؓ) نے ہمیں حکم دیا ہے کہ اس مقام پر فوجی چھاونی قائم کی جائے الٰہی ہم امیر المومنین کے تعمیل حکم میں یہاں آئے ہیں۔ باری تعالیٰ ہم عاجز وبے بس بندے ہیں یہ جنگل تیری مخلوقات سے بھرا پڑا ہے، اس جنگل کو خالی کرنا ہمارے امکان میں نہیں الٰہی اپنا فضل فرما اپنے رسول کے خلیفہ کی خواہش کو پوری فرما"

فریاد ختم کی لشکر کو لیکر آگے بڑھے اور ایک اونچے ٹیلے پر کھڑے ہوکر جنگل کی مخلوقات کو اس طرح خطاب کیا!

"اے جنگل کے جانورو اور درندو ہم رسول اللہ کے خلیفہ امیر المومنین عمر بن الخطابؓ کے فرستادہ ہیں انہوں نے حکم

دیا ہے کہ یہاں فوجی چھاؤنی قائم کیجائے۔ لہٰذا تم یہ جنگل خالی کر دو اور اپنا ٹھکانہ کہیں اور بنالو ہم تم کو شام تک مہلت دیتے ہیں"

وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی

اس موقعہ پر اسلامی مورخین سب یک زبان ہیں کہ اعلان کے بعد کچھ دیر نہ ہوئی کہ درندے، چرندے، پرندے، وحشی جانور حتیٰ کہ حشرات الارض کیڑے کوڑے فوج در فوج اس طرح نکلنے لگے گویا عالم حیوانات کا ایک باقاعدہ لشکر ہے جو ایک دوسرے کے پیچھے رواں دواں ہو رہا ہے، شام ہونے سے پہلے پہلے پورا جنگل درندوں اور خوفناک جانوروں سے خالی ہو گیا۔ (دلائل النبوۃ)

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ

فَسُبْحَانَ الَّذِیْ بِیَدِہٖ مَلَکُوْتُ کُلِّ شَیْءٍ وَّاِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ۔ الآیۃ

چند دن قیام کے بعد فوجی چھاؤنی قائم کر کے مدینہ منورہ واپس ہو گئے۔

امام ابن تیمیہؒ تاریخ اسلامی کے یہ دو واقعات نقل کر کے سوال کرتے ہیں:۔

نوٹ: ابن تیمیہؒ علم وفضل کے بحر ذخار ہیں جسکا کنارہ نظر نہیں آتا لیکن بعض مسائل میں جمہور علماء کے خلاف چلتے ہیں اور اس بارے میں کسی مخالفت کی پرواہ نہیں کرتے یہ ان کا اپنا ذوق ومذاق ہے، موصوف کی طبیعت میں جہاں شدت پسندی ہے وہاں حِدّت بھی پائی جاتی ہے۔ وہ اپنی علمی تحقیق کو وحی نازل کیطرح غیر مشکوک اور محکم قرار دیتے ہیں، کشف وکرامات کا شدّت سے انکار کرتے ہیں لیکن اس کی حقیقت کا اعتراف بھی کرتے ہیں بجائے کشف وکرامات کے اُسکا نام "فراستِ مؤمن" قرار دیا ہے جس زمانے میں قوم تاتار بغداد پر حملہ آور ہوئی ہے بادشاہ وقت کو بڑی شدت سے تلقین کی کہ اس ناپاک قوم کا مقابلہ کیا جائے اللہ تم کو فتح دیگا اور اس پر ستّو مرتبہ قسم بھی کھائی کہ فتح تم ہی کو ہوگی، ابن تیمیہؒ کے ایک شاگرد ابن عبدالہادیؒ نے ادب واحترام سے لقمہ دیا۔ حضرت اِنْ شَآءَ اللہ کہہ لیجئے ؟ —— فوراً اِنْ شَآءَ اللہ کہا اور اس کے ساتھ یہ بھی تحقیقاً لَا تَعْلِیْقاً یعنی تبرکاً نہیں حقیقتاً اِنْ شَآءَ اللہ۔ اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْ حَسَنَاتَہٗ وَارْفَعْ دَرَجَاتَہٗ

دُعائیں ممکن، غیر ممکن، محدود، لامحدود، عادی غیر عادی کی موشگافیاں کرنے والے اللہ جلّ جلالہٗ کے اس فعل کی کیا تاویل کرینگے ؟

سنّتُ اللہ کو پھر یکبار پڑھ لیں۔

وَیَفْعَلُ اللّٰہُ مَا یَشَآءُ (ابراہیم آیت ۲۷)

علّامہ ابن تیمیہ کا یہ خصوصی موقف اگرچہ جمہور علماء اسلام کے مسلک سے کچھ مختلف ہے لیکن جیسا کہ ہم نے لکھا ہے علّامہ کو اپنی علمی تحقیق پر جیسا بھی کچھ اعتماد ہوتا ہے وہ کسی مخالفت کو خاطر میں نہیں لاتے بہرحال یہ اُن کا اپنا خاص ذوق ومذاق ہے۔ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ۔ (الحدیث)

علّامہ کے اس خصوصی نظریئے پر حُسنِ ظن سے غور کیا جائے تو چند ایک نکات ہمارے سامنے آتے ہیں پہلی بات تو یہ کہ دُعا کا سو فیصد تعلق اللہ رب العالمین سے وابستہ ہے، دُعا کا نتیجہ اور اثر صرف اور صرف اللہ عظیم کا فعل وعمل ہوا کرتا ہے۔

دوسری بات یہ کہ اللہ تعالیٰ کا عمل حدود لا حدود، انتہاء لا انتہاء کے ذہنی وفکری تصورات سے وراء الوراء ہے۔

تیسری بات یہ کہ اللہ تعالیٰ کا اختیار واقتدار کسی حد پر ختم نہیں ہوتا۔

چوتھی بات یہ کہ اللہ تعالیٰ پر کوئی چیز بھی بھاری نہیں وہ مخلوقات میں جو چاہے اور جیسا چاہے تصرّف کر سکتا ہے۔

پانچویں بات یہ کہ وہ موجود کو معدوم اور معدوم کو موجود کرنے کی ذاتی صلاحیت رکھتا ہے۔

چھٹی بات یہ کہ اُسکے کسی بھی فعل پر کوئی گرفت نہیں وہ اپنی ذات میں با اختیار اور اپنے ہر فعل میں خود مختار ہے۔

فَتَعَالَی اللّٰہُ عَمَّا یَصِفُوْنَ

علّامہ ابن تیمیہؒ دُعا میں اپنے اس خصوصی موقف کو انہی محکمات و بیّنات کی روشنی میں ثابت کرنا چاہتے ہیں، اور جیسا کہ ہم نے لکھا ہے کہ ابن تیمیہؒ کے موقف پر حُسنِ ظن سے غور کیا جائے تو یہ نتیجہ بھی اخذ کیا جاسکتا ہے کہ جن علماء کرام نے دُعاء میں ممکن اشیاء کا لزوم قرار دیا ہے۔ یہ حضرات بھی علّامہ کے ذہنی و فکری پرواز کے مخالف نہیں ہونگے۔

رہی یہ بات کہ صرف ممکن اشیاء میں دُعا کرنا یہ اُن علماء کی ایک خیر خواہی اور عاقبت اندیشی کی بات ہوگی ورنہ اللہ تعالیٰ تو ہر چیز پر قادر ہیں لیکن چونکہ بندہ کمزور ضعیف، عاجز و ناتواں اور محدود قوت و طاقت کا حامل ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں اللہ تعالیٰ سے فوق الفطرت اور اپنی حیثیت سے ماوراء چیزوں کا طلب کرنا بسا اوقات خود کیلئے باعث زحمت اور اپنی خودکشی کا ذریعہ ثابت ہوگا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ سے ناممکن اور محال عادی چیزوں کا طلب نہ کرنا بطور خیر خواہی ناصحانہ مشورہ ہوگا جو ایک حقیقت بھی ہے ورنہ اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا لازم آئیگا۔

مثال کے طور پر اگر کوئی یہ دعا کرے کہ فضا میں پرندوں کی طرح اڑنا نصیب ہو، یہ بات اللہ پر کچھ بھاری نہیں کہ اُڑنے کی صفت دیدی جاتی لیکن چونکہ یہ صفت انسانی فطرت وصلاحیت کے بالکل مغائر ہے۔ دورانِ سیر درختوں سے ٹکرا جاتے عمارتوں اور پہاڑوں سے اپنا سر پاش پاش کرلے۔ یہ اس لئے کہ آدمی کا اُڑنا، انسانی فطرت نہیں ہے۔ یقیناً حوادث سے دوچار ہو جائیگا کیونکہ انسان جب تک انسان ہے پرندوں کی صلاحیت سے محروم رہیگا۔

اس موقعہ پر ہم بطور تمثیل حضرت خواجہ باقی باللہؒ کا واقعہ نقل کرتے ہیں واقعہ اگرچہ قرآن وحدیث کا نہیں ہے۔ تاہم اسلامی تاریخ سے تعلق رکھتا ہے جس کو علماءِ ھند نے نقل کیا ہے۔ خاندان ولی اللّٰہی کے فرد فرید شاہ عبدالعزیز محدثؒ

بیان کرتے ہیں کہ سلسلہ نقشبندیہ کے مشہور بزرگ حضرت خواجہ باقی باللہؒ (حضرت مجدّد الف ثانی کے پیر و مرشد) کے گھر ہمیشہ فقر وفاقہ کا دور دورہ رہا کرتا ہفتہ عشرہ میں اگر کچھ ملجاتا تو کھانے پینے کا انتظام ہو جاتا ورنہ پانی اور جنگلی پھل پھول پر گزارہ کرلیا جاتا تھا ایسے ہی جن دلوں میں فاقے کا دور دورہ تھا حضرت خواجہ باقی اللہ کے پیر و مرشد دُور دَراز مسافت طے کرکے خواجہ کے ہاں مہمان ہوئے

حضرت خواجہؒ اس غیر معمولی تشریف آوری پر خوشی ومُسَرّت سے جھُوم گئے۔ لیکن کچھ ہی دیر بعد اس احساس نے خواجہ کو بے دم کردیا کہ حضرت پیر و مرشد کی افطاری کا کیا انتظام کیا جائے، گھر میں کھانے پینے کو کچھ نہ تھا۔ سوال کرنا یا اپنی حاجت کا اظہار کرنا تو درکنار زندگی بھر اپنی گھریلو مشکلات کا کسی سے اظہار تک نہ کیا۔ حالانکہ یہ وہ زمانہ تھا کہ شاہان دہلی آپ کی خدمت میں حاضری کو اپنی سعادت مندی تصور کرتے تھے۔

حضرت خواجہؒ بیقراری میں گھر سے مسجد آتے دُعا کرتے پھر واپس ہو جاتے۔ ایک مُرید نان بائی نے حضرت خواجہؒ کی بیقراری محسوس کی پھر گھر کے بچوں سے کسی طرح صورتِ حال معلوم کرلیا افطار سے کچھ پہلے گرم گرم نان اور شوربا لیکر جا حاضر ہوا، حضرت خواجہ سے گزارش کی کہ ہدیہ قبول فرمالیں؟ حضرت خواجہ کی آنکھیں خوشی ومسّرت سے پُرنم ہوگئیں، خوش دلی سے قبول کرلیا۔ خود بھی روزہ تھے اپنے شیخ و مرشد کو بھی افطار کروایا اور شکر الٰہی بجالائے، عشاء کے بعد مُرید باسعید کو طلب فرمایا اور تنہائی میں ارشاد فرمایا:

بتا کیا چاہتا ہے؟ آج تیرے لئے اپنے رب سے وہی طلب کرلوں؟ نادان مُرید نے یکلخت گزارش کردی، حضرت مجھکو اپنا جیسا بنالیجئے۔ حضرت خواجہؒ نے لمحہ بھر تردّد کیا فرمایا اسکے علاوہ کچھ اور بھی خواہش ہے؟

کہاں نہیں ! ـــــ بس یہی آرزو، یہی تمنا ہے۔

حضرت خواجہؒ نے (یہاں الفاظ کے کچھ معمولی سے رَدّ و بدل سے)
توجہ کے ساتھ دعا کر دی جب دونوں حجرے سے باہر نکلے ہیں تو سیرت کا حال تو اللہ ہی
کو معلوم مرید کی صورت بھی حضرت خواجہؒ جیسی تھی، دیکھنے والوں کو تمیز کرنا مشکل
ہو رہا تھا کہ خادم کون مخدوم کون ہیں ؟

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

لیکن بعض حقیقت شناس مُریدوں نے اپنے شیخ کو اس طرح جان لیا
کہ حضرت خواجہؒ کے چہرے پر وقار و تمکنت ہے۔ جب کہ مُرید (نان بائی) کی
چال ڈھال میں لرزہ خیزی کے آثار ظاہر ہو رہے ہیں۔
(حضرت خواجہؒ کی اس دُعا و توجہ کو شیخ عبد العزیز محدثؒ "توجہ اتحادی"
قرار دیتے ہیں) ـــــ بہر حال نان بائی حاصل شدہ کیفیات و جذبات کو برداشت
نہ کر سکا تیسرے دن وفات پا گیا۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

واقعہ جیسا کہ ہم نے لکھا ہے۔ محکمات آیات بیّنات سے تعلق نہیں رکھتا،
بہر حال ایک مستند اسلامی تاریخ سے ثابت ہے ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ دُعاؤں
اور اسکے اثرات اتنے گہرے اور یقینی ہوا کرتے ہیں کہ بسا اوقات تبدیل ماہیت
بھی ہو جاتی ہے۔ لیکن چوں کہ اس کا تحمل اور سہار انسانی فطرت کے خلاف
ہے اس لئے قوت برداشت دم توڑ دیتی ہے اور آدمی ہلاکت سے دوچار
ہو جاتا ہے۔

بہر حال ہمارا وجدان یہی جواب دیتا ہے کہ جن علماء کرام نے
دُعاؤں کو ممکنات اور عادیات سے مقیّد کیا ہے غالباً ان کا مقصد یہی ہوگا

کہ غیر فطری اور محال قسم کی دُعا نہ کی جائے کیوں کہ اسکا سہار و تحمل ممکن نہیں
ورنہ زحمت و ہلاکت سے دوچار ہونا پڑے گا۔ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ

وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّھْلُکَۃِ ۔ الآیہ

یہ اور اس قسم کے مزید اندیشے ہیں جو غیر فطری خواہشات کی طلب پر رونما
ہو سکتے ہیں۔ اس لئے جمہور علماء نے قرآن و حدیث کی رہنمائی میں مسلمانوں
کو یہ تلقین کی ہے کہ ممکن اور جائز چیزوں کی دُعا کرنی چاہئے۔

ہماری یہ وضاحت اگر "مدعی سست گواہ چست" قرار نہ دی جائے
تو ہم قرآن حکیم کے اُن واقعات کی نشاندہی کرنا مناسب سمجھتے ہیں جس میں ناممکن
و محال اُمور کی دُعا کی گئی ہے، سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے "حیات بعد الممات"
کا مشاہدہ کرنے کے لئے جناب باری میں دُعا کی دُعا قبول ہوئی۔ ذبح شدہ
پرندے نہ صرف زندہ ہوئے بلکہ زندہ ہو کر اپنی طبعی پرواز پر چلے گئے (البقرہ ۲۶۰)

سیّدنا صالح علیہ السلام نے قوم کے مطالبہ پر دُعا کی پہاڑ سے پہاڑی
ڈیل ڈول کی اونٹنی پیدا ہوئی پھر اُس نے بچّہ بھی جنم دیا۔ (الشعراء : ۱۵۵)

سیّدنا یونس علیہ السلام نے مچھلی کے پیٹ میں دُعا کی تین دن بعد مچھلی
نے کنارے آکر صحیح و سالم اگل دیا۔ (الانبیاء : ۸۷)

سیّدنا عزیر علیہ السلام نے حشر بعد الموت کا نمونہ دیکھنا چاہا دُعا کی اللہ
نے سو سال تک اُن پر موت طاری کر دی پھر زندہ کیا۔ (البقرہ : ۲۵۹)

اُن واقعات کی مکمل تفصیل ہماری کتاب "ہدایت کے چراغ" (معروف سیرت
انبیاء کرام) میں مُطالعہ کیجئے قرآن حکیم کے بیان کردہ واقعات میں دُعا کی یہی
روح ملتی ہے۔ جس کو علامہ ابن تیمیہؒ نے اپنے خصوصی موقف میں اختیار کی
ہے۔

بحث یہاں اس خصوصی موقف کی تائید یا تردید کرنی نہیں ہے اور نہ ہمارے اس مضمون کا یہ مقصد ہے ہم یہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ دُعا کی شان و عظمت اور اُسکا قیاس و گمان سے وراء الورا مقام کتنا عظیم الشان ہے اور کس درجے بلند و بالا ہے کہ دُعاؤں کو اسی علم و الیقان کی کیفیت کیساتھ طلب کرنی چاہیئے' اب ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ جن حضرات پر بھی دُعا کی یہ حقیقت منکشف ہوگئی اُنہوں نے وہ سب کچھ پالیا جو اُنہیں مطلوب تھا۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه

زیر مطالعہ کتاب میں قرآن و حدیث کی وہ دُعائیں جمع کی گئی ہیں جو دنیا و آخرت کی ہر بشری ضرورت کیلئے درکار ہیں' دُعاؤں کا اُخروی فائدہ تو بہر حال متعین ہے کوشش یہ کی گئی ہے کہ ایسی دُعائیں زیادہ سے زیادہ جمع کی جائیں جنکا اخروی نفع کیساتھ دنیا کی زندگی میں بھی عظیم نفع حاصل ہو۔ چنانچہ آپ دیکھیں گے کہ کتاب میں ایسی کامل مکمل تشریحات کیساتھ عام فہم زبان میں درج کردی گئیں ہیں۔

دعاؤں کی ان خصوصی تشریحات پڑھنے کے بعد آپ محسوس کرینگے کہ زندگی کے "لیل و نہار" میں ان دعاؤں کو محفوظ کرلینا کتنا اہم اور مفید تر ہوگا۔ اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنَا لِصَالِحِ الْاَعْمَالِ وَالْاَخْلَاقِ اِنَّکَ سَمِیْعٌ مُجِیْبُ الدَّعوات آخر میں کتاب کا مطالعہ کرنیوالے مخلصین سے گزارش ہے کہ وہ اپنی دُعاؤں میں اس ناچیز و بے مایہ اور اس کے اہل و عیال کو بھی شریک کرلیا کریں جو اُخروی صلاح و فلاح میں محتاج تر ہیں۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ

خادم الکتاب والسنة
محمد عبدالرحمٰن غفرلہٗ
(حال مقیم مسجد الہدیٰ، کیلو ۳ طریق مکہ، جدہ، سعودی عرب)

۱۷ ذی الحجہ ۱۴۱۳ھ
۲۲ جون ۱۹۹۳ء

"تعوّذ"

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

ترجمہ: میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں شیطان مردود سے

کسی چیز سے پناہ چاہنے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اپنے آپ کو اُس چیز کے خوف و اندیشہ سے بچانے کے لئے کسی دوسرے کی حفاظت میں آجانا یا سہارا پکڑنا' یا کسی دشمن سے بچنے کیلئے کسی قلعہ یا چھاونی میں پناہ لینا یا اس قسم کی کوئی اور حفاظت میں آجانا'

جسکا حاصل یہ ہوا کہ جس چیز سے آدمی خوف یا اندیشہ کر رہا ہے اس کا وہ مقابلہ نہیں کرسکتا کسی بڑی قوت یا طاقت کی پناہ میں آجانا چاہتا ہے جو اُسکو اس خوف و اندیشہ سے بچالے' جس طرح عالم اسباب کے ظاہری اندیشوں سے کسی قلعہ یا چھاونی یا کسی قوم و حکومت کی پناہ لی جاتی ہے اسی طرح کسی پوشیدہ مضرّت یا اخلاقی و روحانی یا غیبی نقصان دہ چیزوں کے شر سے بچنے کے لئے فوق الفطرت ہستی کی پناہ طلب کی جانی چاہیے جو عالم اسباب پر حکمراں ہو اور جو کائنات کی ہر چیز پر غالب ہو اور جس کی قاہرانہ قدرت و طاقت ہر طاقت سے بالاتر اور وسیع تر ہو اور وہ اللہ عظیم کی ذاتِ عالی ہے جو ہر طرح کی قدرت و طاقت حفاظت و نصرت' تائید و عافیت کا مرکز و سرچشمہ ہے' آیت تعوّذ میں شیطان مردود کے شرور و فتن سے اللہ عظیم کی پناہ طلب کیجا رہی ہے' شیطان مردود

انسان کا حقیقی دشمن ہے اور یہ ایسا مکار دشمن ہے جو خیر خواہی اور دوستی کی
شکل میں انسان کو دھوکہ دیتا ہے اور دشمن بھی ایسا کہ وہ انسان کو ہر جانب سے
دیکھ لیتا ہے اور انسان اُس کو دیکھ نہیں پاتا، سورۂ اعراف میں یہی حقیقت بیان
کی گئی ہے۔

إِنَّهُ يَرَاكُمْ هُوَ وَقَبِيلُهُ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ الآیۃ
(اعراف آیت ۲۷)

ترجمہ: شیطان اور اُسکا قبیلہ تم کو ایسے طور پر دیکھ لیتا ہے کہ تم اُن کو
دیکھ نہ پاؤ گے۔

ظاہر ہے کہ جو دشمن ہم کو اس طرح دیکھ رہا ہو کہ ہماری نظر اُس پر نہ
پڑے اُسکا حملہ سخت خطرناک ہوتا ہے۔ اور اُس سے محفوظ رہنا اور مشکل
تر ہو جاتا ہے۔ لہٰذا ایسے پوشیدہ مکار دشمن کا یہی علاج ہے کہ ہم ایک ایسی
عظیم ہستی کی پناہ میں آجائیں جو اُس کو بھی دیکھ رہی ہو اور وہ اُس ہستی کو نہ دیکھ
سکے اور وہ اللہ تعالیٰ کی ذات عالی ہے۔ جو ہر طرح کی حفاظت پر قادر ہے
فارسی زبان کی ایک ضرب المثل ہے۔ ؏

دشمن اگر قویست نگہباں قوی تراست

"دشمن اگر قوی ہے تو حفاظت کرنیوالا قوی تر ہے" (یعنی اللہ تعالیٰ)

لہٰذا گناہ کے خیال یا وسوسہ پر فوری اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کر لی جائے
تو شیطان کا یہ حربہ ناکام ہو جائیگا۔

یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شیطان کے اس مخفی حملے سے بچنے کیلئے
مسلمانوں کو اپنی پناہ میں آجانے کی دعوت دی ہے۔ اور وہ یہ آیت ہے۔

وَإِمَّا يَنزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطَانِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ الآیۃ
(اعراف آیت ۲۰۰)

ترجمہ: اور اگر آپ کو کوئی وسوسہ شیطان کی طرف سے آنے لگے تو (فوراً)
اللہ کی پناہ مانگ لیا کیجئے۔

آیت میں نَزْغٌ کا لفظ آیا ہے جس کے ظاہری معنی چھیڑ خانی وسوسہ اور بُرے
خیال کے ہیں اور اِس کا ایک اثر غصّہ اور اشتعال بھی ہے کہ آدمی اُس وسوسہ
اندازی سے متاثر ہو کر غیظ و غضب میں آجاتا ہے جو سارے بگاڑ اور فساد کی
جڑ ہے، ایسے موقعہ پر اللہ تعالیٰ کی پناہ حاصل کرنا نزغِ شیطانی سے حفاظت
کا ضامن ہوگا اور اللہ تعالیٰ اس عارضی وسوسہ کو آپ سے دُور کر دیگا۔

اسی طرح ایک اور آیت میں نَزَغاتِ شیاطین کو ھَمَزاتِ شیاطین کہا گیا ہے
اور اُن سے پناہ طلب کرنیکی ہدایت کی گئی ہے، سورۂ مؤمنون میں یہ آیت موجود ہے۔

وَقُلْ رَّبِّ أَعُوذُ بِكَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ ۝ وَأَعُوذُ
بِكَ رَبِّ أَن يَحْضُرُونِ ۝ (المومنون آیت ۹۷، ۹۸)

ترجمہ: اور آپ کہئے کہ اے میرے پروردگار میں آپ کی پناہ چاہتا
ہوں شیاطین کے وسوسوں سے اور اے میرے پروردگار میں آپ کی پناہ
چاہتا ہوں اس سے کہ وہ میرے پاس آئیں۔

مطلب یہ کہ اے اللہ کسی بھی حال میں شیطان مردود کو میرے قریب نہ
آنے دے کہ وہ مجھ پر اپنا وار کر سکے اور مجھے وساوس میں مبتلا کر کے سیدھی راہ
سے دور نہ کر دے۔

اللہ کے نیک بندوں کو جب کبھی ایسی صورت پیش آتی ہے تو وہ فوری
خبردار ہو جاتے ہیں اور اُس بُرے وسوسہ سے دُور بھی ہو جاتے ہیں، اور
اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتے ہیں اور معافی چاہنے لگتے ہیں۔

مگر جو لوگ شیطان سے ساز باز رکھا کرتے ہیں یعنی شیطانی اعمال میں

دلچسپی رکھتے ہیں اُن پر شیاطین کے یہ وار کارگر ثابت ہوتے ہیں اور وہ گمراہی
میں بڑھتے ہی چلے جاتے ہیں۔

سیدنا نوح علیہ السلام نے عالمگیر طوفان کے وقت اپنے بیٹے کی نجات
کیلئے بے اختیاری میں اللہ تعالیٰ کو پکارا تھا۔ جب کہ وہ طوفانی موجوں میں ڈوب
رہا تھا اُسی وقت سیدنا نوح علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ کا عتاب آمیز
خطاب نازل ہوا کہ آیندہ ایسا سوال نہ کرنا (کیوں کہ یہ بیٹا نافرمان اور مشرک تھا)
سیدنا نوح علیہ السلام نے فوراً توبہ کی اور اللہ تعالیٰ کی جناب میں رحم و
کرم کی درخواست پیش کر دی اور اس طرح گویا ہوئے :

رَبِّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَسْـَٔلَكَ مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ الایہ
(ھود آیت ۴۷)

ترجمہ: اے میرے پروردگار میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں اس بات سے
کہ میں آپ سے ایسی چیز کی درخواست کروں جسکا مجھے علم نہیں ہے اگر آپ
معاف اور رحم نہ فرمائیں تو میں نقصان اٹھانے والوں میں شامل ہوجاؤنگا'

سیدہ مریم علیہا السلام کے خلوت کدہ میں جب اللہ کا فرشتہ لڑکے کی بشارت
دینے کیلئے اجنبی مرد کی شکل میں اچانک داخل ہوا تو گھبرا گئیں اور فوراً اللہ رحمٰن کی
پناہ طلب کرنے لگیں۔

قَالَتْ اِنِّیْٓ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا ۔ (مریم آیت ۱۸)

ترجمہ: (وہ کہنے لگیں میں تجھ سے (اللہ) رحمٰن کی پناہ مانگتی ہوں، اگر تو
خدا ترس آدمی ہے)

الغرض قرآن حکیم میں بکثرت ایسے واقعات ملتے ہیں جہاں اللہ تعالیٰ
سے ڈرنے والے بندے وساوسِ شیطانی سے محفوظ رہنے کیلئے اللہ عظیم کی پناہ

طلب کرتے رہے ہیں۔ سورۂ اعراف میں یہ مضمون ملتا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا
فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ ۝ (اعراف: ۲۰۱)

ترجمہ: یقیناً جو لوگ خدا ترس ہیں جب اُنہیں شیطان کی طرف سے کوئی خطرہ لاحق
ہوتا ہے تو یادِ الٰہی میں لگ جاتے ہیں، جس سے یکایک اُنکی آنکھیں کھُل جاتی ہیں،
(یعنی حقیقتِ واقعہ اُن پر منکشف ہوجاتا ہے کہ یہ شیطانی وسوسہ ہے پھر
شیطانی خطرہ ان پر کچھ بھی اثر نہیں کرتا بلکہ وہ توبہ واستغفار کرنے لگتے ہیں اس طرح
یادِ الٰہی اُنہیں ہر قسم کے گناہ اور نافرمانی سے بچالیتی ہے)

شیطان کی ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ مسلمانوں کو نیک کاموں سے روکے
اور اس میں خلل ڈالے تاکہ مسلمان بُرا کام کرکے اپنا اجر ضائع کر دے جو نیک کاموں
پر ملنے والا خاص طور پر تلاوتِ قرآن جو ساری نیکیوں کا سرچشمہ ہے شیطان کو
ہرگز گوارہ نہیں ہے، یہی وجہ ہے کہ اکثر مسلمانوں میں تلاوتِ قرآن کی قلت
پائی جاتی ہے۔ (اِلَّا مَا شَاءَ اللہ) اللہ تعالیٰ نے خصوصیت کیساتھ یہ ہدایت
فرمائی کہ جب قرآن حکیم کی تلاوت کا ارادہ ہو تو پہلے استعاذہ (شیطان مردود
سے پناہ طلب کرنا) حاصل کرلی جائے تاکہ وہ دورانِ تلاوت کلام الٰہی کے انوار
وبرکات میں خلل اندازی نہ کرسکے۔ وہ عظیم آیت یہ ہے۔

فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ
(النحل: ۹۸)

ترجمہ: جب آپ قرآن پڑھنے لگیں تو شیطان مردود (کے شر)
سے اللہ کی پناہ مانگ لیا کیجئے۔

مفسّرین لکھتے ہیں کہ قرأتِ قرآن کے وقت ویسے بھی شیطان مردود کی

دخل اندازی بہت کم ہوتی ہے۔ کیوں کہ احادیث میں یہ صراحت بھی آئی ہے کہ بعض آیات اور سورتوں کی تلاوت سے شیطان بھاگ پڑتا ہے، پھر بھی اللہ تعالیٰ نے تلاوت سے پہلے تعوّذ پڑھنے کی ہدایت فرمائی ہے۔ تو جب ایسے خالص الخاص عمل میں استعاذہ (پناہ طلب کرنا) ضروری ہوا تو دوسرے اعمالِ صالحہ میں اس کی ضرورت جس درجے کی ہوگی وہ ظاہر ہے۔

قرآن حکیم کی اس ہدایت کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ حقیقت بھی بیان فرمادی کہ شیطان مردود کا وسوسہ اہلِ ایمان اور اہلِ توکّل پر اثر انداز نہیں ہوتا کیوں کہ شیطان میں یہ قدرت و طاقت ہرگز نہیں کہ وہ کسی کو گناہ کرنے پر مجبور کردے اور وہ گناہ کر بیٹھے، اللہ تعالیٰ کا یہ واضح اعلان ہے کہ جب تک تم خود ہی شیطان کے دوست نہ بن جاؤ اور اُس کے وسوسوں کو دل میں جگہ نہ دینے لگو وہ تم پر قابو پا نہیں سکتا سورۂ نحل میں اس حقیقت کو بیان کیا گیا ہے۔

اِنَّهٗ لَيْسَ لَهٗ سُلْطَانٌ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝ اِنَّمَا سُلْطٰنُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يَتَوَلَّوْنَهٗ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِهٖ مُشْرِكُوْنَ ۝ (النحل: ۹۹، ۱۰۰)

ترجمہ: اِسکا (شیطان کا) کچھ بھی قابو اُن لوگوں پر نہیں چلتا جو ایمان لے آئے اور اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہیں، اِس کا قابو تو بس اُنہی لوگوں پر چلتا ہے جو اُسے دوست بنائے رکھتے ہیں۔ اور جو اللہ کے ساتھ شرک کرتے رہتے ہیں۔

حدیث شریف میں یہ ارشاد بھی ملتا ہے کہ جب کوئی مؤمن شیطان پر غالب آنا چاہے تو شیطان اسکے مقابلہ میں ایک چیونٹی سے بھی زیادہ کمزور ثابت ہوتا ہے۔

حکیم الامت مولٰنا اشرف علی صاحب تھانوی ؒ نے اپنی مشہورِ زمانہ تفسیر "بیان القرآن" میں اس حدیث کو نقل کرکے اعلان کیا ہے کہ "اِس کا مشاہدہ جب جی چاہے کرلیا جائے"

الغرض قرآن حکیم کا یہ آخری اور قطعی فیصلہ ہے۔

اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا   الآية   (النساء: ۷۶)

(یقیناً شیطان کے داؤ پیچ بہت کمزور ہیں)

❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀

مُعَوَّذَتَین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۙ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۙ وَمِنْ
شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۙ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ ۙ
وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۚ (پارہ: ٣٠)

ترجمہ: آپ کہدیجئے کہ میں صبح کے مالک کی پناہ لیتا ہوں تمام مخلوقات کے شر سے اور اندھیری رات کے شر سے جب وہ چھا جائے اور (دھاگے یا بال کی) گرہوں پر پڑھ پڑھ کر پھونک مارنے والوں کے شر سے اور حسد کرنیوالے کے شر سے جب وہ حسد کرنے لگے)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝ مَلِكِ النَّاسِ ۝ اِلٰهِ
النَّاسِ ۝ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ۝ الَّذِیْ
یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۝ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ

(پارہ: ٣٠)

ترجمہ: آپ کہدیجئے کہ میں پناہ لیتا ہوں انسانوں کے پروردگار کی انسانوں کے بادشاہ کی انسانوں کے معبود کی پیچھے ہٹ جانے والے وسوسے ڈالنے والے (شیطان) کے شر سے (وہی) جو لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالتا ہے خواہ جنات میں سے ہو یا انسانوں میں سے)

دُنیا میں جہاں نفع ونقصان کا حصہ ہے آخرت میں بھی یہی دو حصے ہیں اسلام وایمان کی یہ کسوٹی ہے کہ دُنیا وآخرت کا ہر نفع ونقصان صرف اور صرف اللہ عظیم کے دستِ قدرت میں ہے یہی مؤمن کا عقیدہ ہے اور اُسکا ایمان بھی کہ اللہ کے ارادے اور منشاء کے بغیر نہ کسی کو نفع ملتا ہے اور نہ کوئی نقصان سے دوچار ہوتا ہے دُنیا اور آخرت کے آفات سے محفوظ رہنے کے جہاں بہت سے اسباب و ذرائع ہیں وہاں سب سے مضبوط اور قوی تر ذریعہ اپنے آپ کو اللہ عظیم کے سپرد کردینا اور اُسکی غیر محدود پناہ میں آجانا ہے۔ قرآن حکیم کی آخری دو سورتیں "سورۂ فلق" "سورۂ ناس" اسی پناہ جوئی کیلئے نازل کی گئی ہیں یہ دو سورتیں گیارہ آیات پر مشتمل ہیں پہلی سورت اَلْفَلَقْ میں دُنیاوی آفات سے اللہ عظیم کی پناہ طلب کرنیکی تعلیم ہے۔ اور دوسری سورت اَلنَّاس میں آخرت کے آفات سے بچنے کیلئے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگی گئی ہے۔ یہ دونوں سورتیں ایک ساتھ ہی نازل ہوئی ہیں

حضرت عقبہ بن عامرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا تمہیں کچھ خبر ہے آج رات اللہ تعالیٰ نے مجھ پر ایسی آیات نازل کیں ہیں۔ جنکی کوئی مثال نہیں یعنی قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقْ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاس (مسلم)

ایک اور روایت میں یہ اضافہ بھی ہے کہ کتاب تورات انجیل اور زبور اور قرآن میں بھی اِن جیسی اور کوئی سورت نہیں (نسائی)

اِنہی حضرت عقبہؓ سے روایت ہے کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا اِن دو سورتوں کو سوتے وقت پڑھا کرو۔ اور بیدار ہونے کے بعد بھی اس طرح آپؐ نے اِن دونوں سورتوں کو ہر فرض نماز کے بعد بھی پڑھنے کی تلقین فرمائی ہے۔ (ابوداؤد نسائی)

سیّدہ عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی بیماری پیش آتی تو آپؐ یہ دونوں سورتیں پڑھکر اپنے دونوں ہاتھوں پر دم کرتے

پھر سارے بدن پر پھیر لیتے، مرضِ وفات میں جب آپ کی تکلیف بڑھنے لگی تو میں یہ دونوں سورتیں پڑھکر آپ کے ہاتھوں پر دم کر دیتی تھی پھر آپؐ اپنے دونوں ہاتھ اپنے سارے بدن پر پھیر لیتے تھے۔ (رواہ مالک، ابن کثیر)

آپؐ کا یہ ارشاد بھی منقول ہے کہ صبح و شام قُلْ هُوَ اللّٰه اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَق اور قل اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاس تین تین مرتبہ پڑھنا بھی تمام آفات سے حفاظت کا ذریعہ ہے۔

خلاصہ یہ کہ تمام آفات و بلیات سے محفوظ رہنے کیلئے ان سورتوں کی تلاوت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کرام کیا کرتے تھے،

اِن دونوں سورتوں کے نازل ہونے کا وہ مشہور واقعہ ہے جسکی تفصیل احادیثِ صحیحہ میں موجود ہے محرم ۷ھ میں شہر خیبر سے یہودیوں کا ایک وفد مدینہ طیبہ آیا اور ایک مشہور جادوگر لبید بن اَعْصَم سے ملا اور یہ عرض معروض کی کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ہمارے ساتھ جو کچھ بھی کیا ہے وہ تمہیں معلوم ہے ہم نے اُن پر بہت کچھ جادو کیا لیکن اِسکا کچھ بھی اثر نہ ہوا اب ہم تمہارے پاس آئے ہیں اور ہم جانتے ہیں کہ جادوگری میں تمہارا کوئی مقابل نہیں یہ اشرفیاں حاضر ہیں اِنہیں قبول کرو۔ اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایسا زبردست جادو کر دو یا تو وفات پا جائیں یا مجنون و دیوانہ ہو جائیں۔ لبید نے ہاں کرلی، انہی ایام میں ایک یہودی لڑکا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا۔ لبید ملعون نے اُس لڑکے سے ساز باز کر کے آپؐ کی کنگھی کا ایک ٹکڑا اور چند عدد بال حاصل کر لیئے اور ان پر جادو کا عمل کیا بعض روایات میں بھی صراحت ہے کہ جادو کا یہ کام لبید بن اعصم کی لڑکیوں نے کیا (ممکن ہے اس عملِ بد میں دونوں خبیث شریک ہوں)

اس جادو کے اثر سے آپ کی صحت متاثر ہونے لگی چند ماہ بعد آپؐ کے مزاج میں تغیر ہونا شروع ہوا اور آپؐ کمزور اور پست ہو جانے لگے اور قوتِ یادداشت بھی کمزور ہونے لگی۔ بعض اوقات آپؐ محسوس کرتے کہ فلاں کام کر لیا ہے مگر وہ آپ نے کیا نہ تھا، اپنی نظر پر بھی شبہ ہوتا تھا کہ کسی چیز کو دیکھا ہے، مگر نہیں دیکھا ہوتا تھا، یہ تمام اثرات صرف آپؐ کی ذاتِ اقدس تک محدود تھے، کارِ نبوت میں کوئی فرق نہ آیا، فرائض میں کوئی خلل نہ تھا، نہ کوئی آیت بھول گئے ہوں نہ کوئی آیت غلط تلاوت کی ہو اور نہ وعظ و نصیحت میں خطا فرمائی ہو، جادو کے اثرات تقریباً چھ ماہ تک ظاہر ہوتے رہے آخیر چالیس دن سخت اور آخری تین دن زیادہ سخت گزرے، انہی ایام میں آپؐ ایک دن سیدہ عائشہ صدیقہ کے حجرے میں تھے اور بار بار اللہ تعالیٰ سے شفاء و آرام کی دعا کر رہے تھے اسی حالت میں آپ کو نیند آ گئی یا غنودگی طاری ہوئی، بیدار ہو کر فرمایا۔ اے عائشہؓ اللہ تعالیٰ نے مجھے بتلا دیا کہ میری بیماری کیا ہے؟

صحیح بخاری اور دیگر کتب حدیث میں اس خواب کی تفصیل موجود ہے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا خواب میں دو شخص (غالباً فرشتے تھے جو انسانی شکل میں آئے) ایک میرے سرہانے بیٹھ گیا دوسرا پیر کی جانب پہلے شخص نے دوسرے شخص سے کہا کہ اِن حضرت کو کیا تکلیف ہے؟

دوسرے نے جواب دیا، اِن پر جادو کیا گیا ہے ——— پوچھا کہ اِن پر کس نے جادو کیا ہے؟ ——— جواب دیا کہ لبید بن اعصم نے جو یہود کا منافق دوست ہے ——— پہلے نے پوچھا کہ کس چیز پر جادو کیا گیا؟ ——— جواب دیا کہ ایک کنگھی کے ٹکڑے اور بالوں پر ——— پھر پوچھا کہ وہ کہاں ہے؟ جواب دیا کہ کھجور کے خوشے کے غلاف میں ہے جو قبیلۂ بنی زُرَیق کے ذَرْوان

نامی کنویں کی تل میں ایک پتھر کے نیچے دَبا دیا گیا ہے۔ ــــــــ پہلے نے پُوچھا کہ اسکے لئے کیا کیا جائے؟ جواب دیا کہ کنویں کا پانی خالی کر دیا جائے اور وہ شئ باہر نکال لی جائے، اور اُسکی گرہیں کھول دی جائیں، انکو آرام ہو جائیگا۔ یہ کہکر وہ دونوں چلے گئے، نیند سے بیدار ہونے کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے تین اصحاب سیدنا علیؓ، سیدنا عمار بن یاسرؓ، سیدنا زبیرؓ بن عوام کو اُس مقام پر رَوانہ کیا اور بعد میں آپ خود بھی تشریف لے گئے، کنویں کا پانی سُونت دیا گیا پتھر کے نیچے وہ غلاف برآمد ہوا اسمیں کنگھی اور بالوں کے ساتھ ایک دھاگہ بھی تھا جس میں گیارہ گرہیں پڑی ہوئی تھیں اور جس میں سوئیاں چبھوئی ہوئی تھیں، اس موقع پر جبرئیل امین تشریف لائے اور فرمایا کہ آپ معوّذتین (قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاس) پڑھیں چنانچہ آپ ایک ایک آیت تلاوت فرماتے اور اسکے ساتھ ایک ایک گرہ کھولتے جاتے اور اس دھاگے سے ایک ایک سوئی بھی نکالتے جاتے دُونوں سورتوں کی کل گیارہ آیات کے اختتام پر گیارہ گرہیں کھُل گئیں اور ساری سوئیاں بھی نکل گئیں اور آپؐ جادو کے اثر سے نکل کر اُسی دم ایسے ہو گئے گویا آپؐ پر کسی نے جادو ہی نہ کیا ہو، بالکل صحت مند ہو گئے۔ اس کے بعد آپؐ نے لبید بن اعصم کو طلب کیا اور باز پُرس کی اُس مَردُود نے جادو کرنیکا اعتراف کیا آپؐ نے سیدہ عائشہ صدیقہؓ نے عرض کیا، یا رسول اللہ لوگوں کے سامنے آپنے اسکو کیوں نہ بکھیر دیا (کہ اس کو دیکھ لیں) اسے چھوڑ دیا کیوں کہ آپنے اپنی ذات کے لئے کبھی بھی کسی سے انتقام نہیں لیا ہے ـ آپؐ نے ارشاد فرمایا اے عائشہ اللہ تعالیٰ نے مجھے شفاء دیدی ہے اور مجھے پسند نہیں کہ میں کسی تکلیف کا سبب بنوں (ظاہر ہے اس اعلان پر لوگ اُسکو قتل کر دیتے یا سخت تکلیف پہنچاتے) بہرکیف اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو ان آیات کی برکت سے شفا اور آرام عطا فرمایا۔ اور سخت ترین جادو

کے اثر کو دور کر دیا۔ عہد سلف سے آج تک کے اہلِ علم حضرات نے جادو، ٹونکا، نظر اور ایذاء دینے والی چیزوں سے پناہ حاصل کرنے کیلئے معوذتین کی تلاوت کا مشورہ دیا ہے اور خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی صبح وشام اسکی تلاوت کرنے اور اللہ تعالیٰ کی پناہ حاصل کرنے کی تلقین فرمائی ہے۔

قرآن حکیم کی اِن دونوں سورتوں میں جن جن چیزوں سے اللہ کی پناہ طلب کی گئی ہے اُن کی مختصر وضاحت بھی یہاں کی جاتی ہے تاکہ اِن سورتوں کو پڑھتے وقت انکا استحضار رہے اور خلوص و توجہ پیدا ہو، قرآنِ حکیم کی اِن دُو سورتوں کو مُعَوّذتین کہا جاتا ہے (پناہ دینے والی سورتیں)

ان تمام آیات میں پناہ طلب کی جا رہی ہے پناہ لینے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ آدمی کو جس چیز سے خوف یا اندیشہ ہوتا ہے اپنے آپ کو اِس سے بچانے کے لئے کسی دوسرے کی حفاظت میں آجائے مثلاً کسی ظالم یا متکبّر سے بچنے کیلئے کسی درخت یا عمارت کے سایہ میں آجانا وغیرہ وغیرہ عام طور پر انہی ذرائع سے حفاظت و پناہ حاصل کیجاتی ہے، اور آدمی محفوظ ہو جاتا ہے،

مادّی خطرات کے علاوہ اخلاقی یا رُوحانی اور غیر محسوس مضرّتوں اور نقصان رساں چیزوں سے بھی پناہ حاصل کرنی ضروری ہے اور یہ پناہ صرف اسی ہستی سے طلب کی جا سکتی ہے جو عالم اسباب پر حکمران ہے اور جس کی ذات سب پر غالب ہے اور جو حاضر و غائب کا جاننے والا ہے۔ قرآن حکیم نے اللہ کے نیک بندوں کی یہ رَوش بتلائی ہے کہ اُنہیں جب کبھی کسی چیز کا اندیشہ ہوتا ہے وہ اللہ کی پناہ طلب کرتے ہیں۔

(مریم: ۱۸ هُود: ۴۷)

تشریح :

سُورَةُ الْفَلَق

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ

(میں صبح کے مالک کی پناہ لیتا ہوں)

اصل میں فَلَق کے معنی پھاڑنے اور چیرنے کے ہیں مطلب یہ ہوا کہ رات کی تاریکی کو پھاڑ کر صبح نکالنے والے مالک کی پناہ چاہتا ہوں۔ (یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ کی)

قرآنِ حکیم میں اللہ تعالیٰ کی ایک صفت فالق الاصباح بیان ہوئی ہے یعنی وہ ذات جو رات کی تاریکی کو پھاڑ کر صبح نکالتا ہے۔ (انعام : ۹۶)

کیونکہ دنیا میں جتنی چیزیں بھی پیدا ہوتی ہیں وہ کسی نہ کسی چیز کو پھاڑ چیر کر نکلتی ہیں جیسے زمین کے پودے، دانہ اور بیج کو پھاڑ کر نکلتے ہیں، تمام حیوانات رحم مادر سے برآمد ہوتے ہیں، یا پھر انڈا توڑ کر سر نکالتے ہیں، چشمے زمین کو پھاڑ کر، دریا پہاڑوں کو چیر کر نکلتے ہیں، بارش کے قطرے بادلوں کو توڑ کر نیچے گرتے ہیں، دن، رات کا پردہ چاک کر کے نمودار ہوتا ہے، غرض یہ کہ کائنات کی ہر چیز کسی نہ کسی طرح کے چیر پھاڑ کے نتیجے میں ظاہر ہوتی ہے، اس لحاظ سے فَلَق کائنات کی تمام چیزوں پر صادق آتا ہے۔ ——— اس تشریح کے بعد رَبِّ الْفَلَق کے پہلے معنی طلوعِ فجر کے مالک، دوسرے معنی تمام مخلوقات کے خالق،

مطلب یہ ہوا کہ میں ساری مخلوقات کے مالک اور خالق کی پناہ لیتا ہوں تاکہ وہ اپنی تمام مخلوق کے شر سے مجھے بچائے اور محفوظ رکھے (یہ آیت پناہ جوئی اور پناہ طلبی کی جامع ترین دُعا ہے)

مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ

تمام مخلوق کے شر سے (اللہ کی پناہ لیتا ہوں خواہ وہ کسی بھی درجے اور نوعیت کی ہوں)

سورۂ فلق کی اس دوسری آیت میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ شر کو پیدا کرنے کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف نہیں کی گئی بلکہ مخلوقات کے پیدائش کی نسبت اللہ تعالیٰ کیطرف کی گئی ہے (بِرَبِّ النَّاس) اور شر کی نسبت مخلوقات کی طرف کی گئی ہے "مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ" یعنی یہ نہیں کہا گیا کہ میں اُن شرور سے پناہ مانگتا ہوں جو اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہیں، اگرچہ ہر چیز کے خالق اللہ تعالیٰ ہی ہیں۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کسی مخلوق کو شر کیلئے پیدا نہیں کیا ہے بلکہ اُسکا ہر کام خیر و مصلحت ہی کیلئے ہوتا ہے رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلاً الآیۃ اللہ نے کوئی چیز بے مصلحت پیدا نہیں کی عہد سلف کے علماء نے "مسئلہ خلق" میں اسی ادب کی تلقین کی ہے، (مزید تفصیل ہماری کتاب "ہدایت کے چراغ" ج ا کے تذکرہ "عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَا" میں ملاحظہ کی جائے جو اس مسئلہ کی محتاط اور واضح ترین تشریح ہے، ہدایت کے چراغ جلد ا ص۵۴)

الغرض آیت میں اُن تمام چیزوں کے شر سے پناہ طلب کرنے کی تلقین ہے جو اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہیں اور یہ بات ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کائنات کی ہر چھوٹی بڑی چیز کا خالق و مالک ہے لہٰذا آیت کا مطلب یہ ہوا کہ اے اللہ میں ہر قسم کے شر سے آپ کی حفاظت مانگتا ہوں کہ مجھے دنیا و آخرت کا کوئی شر نہ پہنچے، پناہ طلب کرنیوالے کو پناہ دینا انسانی اخلاق میں بلند حوصلہ اور اونچی صفت کہا جاتا ہے، پھر اللہ رب العزت کی شان تو تمام اخلاق انسانی سے بلند تر اور وراء الوراء ہے ایسی عظیم ذاتِ عالی سے پناہ طلب کرنیوالا کیونکر محروم رہ سکتا ہے۔

اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ الآیۃ

(النمل آیت ۶۲)

آیا وہ کون ذات ہے جو بیقرار آدمی کی سنتا ہے جب وہ اُس کو پکارتا ہے

اور (اُسکی) مصیبت کو دور کر دیتا ہے۔ الخ

وَمِنۡ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ

(اور پناہ چاہتا ہوں اندھیری رات کے شر سے جب وہ چھا جائے)

عربی زبان میں غاسق کے معنی رات کی شدید تاریکی کے ہیں، مراد یہ کہ رات کے خطرات اور حوادث سے اللہ کی پناہ وحفاظت طلب کرتا ہوں۔

شب کی تاریکیوں کے خطرے ایک دو نہیں کئی ایک ہیں چور، ڈاکو، قاتل، ظالم، ساحر، بدکار، بدمعاش عموماً رات کے وقت ہی نکلتے ہیں، جنگلی جانور شیر، چیتا، ریچھ، بھیڑیا اور حشرات الارض سانپ، بچھو، وغیرہ ان سب کے خطرات رات کے وقت بڑھ جاتے ہیں، متعدد بیماریوں کے کیڑے کوڑے موجودہ..... تحقیقات کے مطابق رات کی اندھیری میں پرورش پاتے ہیں اور آفتاب کی روشنی میں فنا ہو جاتے ہیں غرض یہ کہ وطن اور سفر کی ہر صورت میں رات کے خطرات اور مضرتیں بہت زیادہ ہیں، آیت مذکورہ میں رات کی تاریکی کے شر وفساد سے خاص طور پر پناہ لینے کی جو ہدایت کی گئی ہے عموماً اکثر جرائم اور مظالم رات ہی کے وقت ہوا کرتے ہیں اس لئے اندھیری رات کے شر سے پناہ طلب کی گئی۔

وَمِنۡ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الۡعُقَدِ

(ترجمہ: اور پناہ چاہتا ہوں گرہوں پر پڑھ پڑھ کر پھونکنے والیوں کے شر سے)

چوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کرنیوالوں میں عورتیں بھی شامل تھیں اس لئے ان خبیثات کا بھی ذکر آگیا، جادو ٹونکے کا رواج قدیم زمانے سے

رہا ہے اور بعض قومیں اس عمل میں بہت آگے نکل چکی تھیں ملکِ عراق کے شہر بابل میں اسکا بہت چرچا رہا ہے جسکا تذکرہ سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۱۰۲ میں موجود ہے اور آج بھی بعض اقوام میں یہ بیماری وراثتاً چلی آرہی ہے۔

جادو دراصل ایک ظاہری اثر ہے جو حقیقت کو تبدیل نہیں کرتا، حقیقت اپنی جگہ برقرار رہتی ہے۔ البتہ سحر زدہ شخص کے آنکھ، کان، زبان وغیرہ متأثر ہو جاتے ہیں اور وہ خلافِ حقیقت چیزیں دیکھنے اور سننے لگتا ہے۔ اس طرح کہ گویا وہ حقیقت دیکھ رہا ہے، حالانکہ وہ چیز "فریبِ نظر" ہے اسکو حقیقت سے کوئی تعلق نہیں، لیکن سحر زدہ انسان اسکو برابر محسوس کرتا ہے، اس وضاحت کی تصدیق کیلئے یہ مشاہدہ کافی ہے کہ سحر زدہ شخص کو غیبی خوفناک چہرے نظر آرہے ہیں اور اس کے قریبی تندرست شخص کو کچھ بھی نظر نہیں آتا بلکہ اور لوگوں کو بھی کچھ نظر نہیں آتا۔ آخر یہ "فریبِ نظر" نہیں تو اور کیا ہے ؟ اسی کا نام جادو، ٹونکا اور نظر بندی ہے،

قرآنِ حکیم نے سحر کی یہی حقیقت بیان کی ہے جس کی مختصر تفصیل یہ ہے کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں فرعونی جادوگروں نے جو لاٹھیاں اور رسیاں ڈالی تھیں، وہ سانپ واژدھے کی شکل میں حرکت کرنے لگے یہ "فریبِ نظر" یا نظر بندی کا کرشمہ تھا۔ کوئی حقیقت نہ تھی، صرف دیکھنے والوں کو ایسا نظر آرہا تھا، قرآنِ حکیم کی وہ آیت یہ ہے۔

فَلَمَّآ اَلۡقَوۡا سَحَرُوۡٓا اَعۡيُنَ النَّاسِ وَاسۡتَرۡهَبُوۡهُمۡ

وَجَآءُوۡ بِسِحۡرٍ عَظِيۡمٍ ۔ (اعراف آیت: ۱۱۶)

ترجمہ: (پھر جب جادوگروں نے (رسیاں) ڈال دیں لوگوں کی آنکھوں پر جادو کر دیا اور ان پر ہیبت غالب کر دی اور بڑا جادو کر دکھایا)

آنکھوں پر جادو کرنے کا یہی مطلب ہے کہ اُن کا یہ عمل "نظر بندی" یا "فریبِ نظر" کی کاروائی تھی، کوئی تبدیلِ حقیقت یا امرِ واقعی نہ تھا۔ بتقاضۂ بشریت سیدنا موسیٰ علیہ السلام بھی جادو کے اثر سے متاثر ہو گئے اِن کی نہ صرف آنکھوں نے مشاہدہ کیا بلکہ خیال اور احساس پر بھی یہ اثر پڑا کہ جادوگروں کی لاٹھیاں اور رسّیاں سانپ بنکر دوڑ رہی ہیں اسپر وہ خوف زدہ ہو گئے۔

اللہ تعالیٰ نے انہیں تسلّی دی، فرمایا اے موسیٰ آگے بڑھو، اور کوئی اندیشہ نہ کرو تم ہی غالب رہو گے،

قُلْنَا لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰى (طٰہٰ : ۶۷، ۶۸)

(ہم نے کہا تم ڈرو نہیں تم ہی غالب رہو گے)

اسکے بعد سیدنا موسیٰ علیہ السّلام نے جواباً اپنا عصا ڈال دیا اچانک وہ پھرتیلا سانپ بنکر جادوگروں کے کرتب کو نگلنے لگا جادوگر ہار گئے اور اپنے اعتراف و اقرار کیساتھ سجدہ میں گر پڑے اور توبہ کی، حق غالب ہوا اور جادو فنا ہو گیا، قرآن حکیم کی ایک اور آیت بھی اس کی مزید وضاحت کرتی ہے کہ جادو کا عمل خیالی اور مصنوعی حیثیت رکھتا ہے، اس کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی وہ دھوکے کی ٹٹّی، فرضی نقشہ اور ایک خیالی تماشہ ہوا کرتا ہے لیکن ہوتا ہے یہ بڑا پُر فریب اور جاذبِ نظر، اس لئے عام لوگ متاثر ہو جاتے ہیں، اسی تاثر سے جسم پر اثرات بھی مرتب ہو جاتے ہیں۔ قرآنِ حکیم نے اس خیالی تماشے کو اسی طرح بیان کیا ہے سورۂ طٰہٰ کی وہ آیت یہ ہے،

فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى (طٰہٰ : ۶۶)

ترجمہ: (پس یکایک اُن کی رسّیاں اور اُن کی لاٹھیاں موسیٰ (علیہ السّلام) کے خیال میں اِن کے جادو کے زور سے ایسی نظر آنے لگیں کہ گویا وہ دوڑ پھر رہی ہیں)

آیت میں لفظ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ ہے، یعنی سیدنا موسیٰ علیہ السّلام کے خیال و گمان میں ایسا محسوس ہوا، معلوم ہوا کہ جادوگروں کی رسّیاں اور لاٹھیاں حقیقتاً سانپ نہیں تھیں، سانپ جیسی معلوم ہو رہی تھیں، سانپ جیسی معلوم ہو رہی تھیں۔ یہی حقیقت ہے جادو اور ٹوٹکے کی اس سے زیادہ اور کچھ نہیں، بہر حال جادو ایک فن ہے جس سے انسانی ہوش و حواس متاثر ہو جاتے ہیں اور لبسا اوقات انسان بڑے حادثے سے بھی دوچار ہو جاتا ہے۔ مگر یہ بھی ایک ٹھوس حقیقت ہے کہ کائنات کا کوئی بھی نفع یا نقصان اللہ تعالیٰ کے علم اور اذن کے بغیر ممکن نہیں ہے جو بھی حالت پیش آتی ہے وہ اللہ تعالیٰ ہی کی جانب سے ہوا کرتی ہے، اور اللہ تعالیٰ ہی اِسکو بہتر جانتے ہیں جادو کا اثر ہونا یا نہ ہونا اللہ ہی کے ارادے پر موقوف ہے۔ جادو کے بارے میں یہ بھی جاننا ضروری ہے کہ اِسکا پڑھنا لکھنا، اِسکا اِستعمال کرنا، حتیٰ کہ اِس میں تعاون و مدد کرنا بھی حرام ہے کیونکہ اسمیں دوسرے شخص پر بُرا اثر ڈالنے کیلئے شیاطین، بدکار جنّات اور ارواحِ خبیثہ یا ستاروں کی مدد طلب کی جاتی ہے اس لئے قرآنِ حکیم نے جادو کو کفر کہا ہے۔ (البقرۃ : ۱۰۲)

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو سات مُوبِقات میں شمار کیا ہے۔ (یعنی وہ سات کبیرہ گناہ جو انسان کی آخرت کو تباہ و برباد کر دیتے ہیں)

حضرت ابو ہریرہؓ نقل کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، سات برباد کرنے والی چیزوں سے پرہیز کرو؟ لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ وہ کیا ہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا:

(۱) اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا۔
(۲) جادو کرنا۔
(۳) کسی انسان کو ناحق قتل کرنا جسے اللہ نے حرام کیا ہے۔

④ سُود کھانا۔

⑤ یتیم کا مال ناحق کھانا۔

⑥ جہاد میں دشمن سے پیٹھ پھیر کر بھاگنا۔

⑦ پاک دامن عورتوں پر زنا و بدکاری کی تہمت لگانا۔ (بخاری و مسلم)

الغرض سورۂ فلق کی چوتھی آیت میں جادو اور جادوگروں کے شر و فساد سے اللہ کی پناہ طلب کرنے کی ہدایت کی گئی ہے یہ ایک ایسی تعلیم ہے جس کی جانب اکثر مسلمانوں کا ذہن نہیں جاتا اور نہ اس سے بچنے کی فکر کی جاتی ہے۔

وَمِنۡ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ

(اور پناہ طلب کرتا ہوں حسد کرنے والے کے شر سے جب وہ حسد کرنے لگے)

حَسد کرنے کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی انسان کو کوئی نعمت یا عزت یا کوئی بڑائی عطا کی ہو اور اس پر کوئی دوسرا شخص جلے بُھنے اور اس تمنّا اور خواہش کو حَسد کہا جاتا ہے، اس شر سے پناہ طلب کرنے کی ہدایت کی گئی ہے، البتہ حسد کی ایک اور قسم ہے جسکو غِبطہ (رشک) کہا جاتا ہے یہ جائز اور حلال تمنّا ہے۔ یعنی انسان کا یہ تمنّا کرنا کہ جو نعمت دوسروں کو ملی ہے وہ مجھکو بھی حاصل ہو جائے اس میں دوسروں کی زوالِ نعمت کا تصور نہیں ہوتا۔ لہٰذا ایسی تمنّا اور خواہش حسد نہیں کہلائیگی۔ بلکہ غِبطَہ (رشک) کہا جائیگا جو ایک جائز خواہش ہے۔ آیت میں یہ لطیف نکتہ بھی پیشِ نظر رہے کہ

حسد خود اپنی ذات میں حسد کرنیوالے کیلئے ایک رُوحانی عذاب ہے وہ ہر ایک کی اچھائی اور نعمت دیکھ کر کُڑھتا اور بیقرار ہو جاتا ہے گویا حسد کرنیکا نقصان پہلے خود اس کی اپنی ذات کو ملتا ہے لیکن جس پر وہ حسد کر رہا ہے

اُسکو اس سے نقصان نہیں پہنچتا، کیونکہ کسی کے بُرا چاہنے سے دوسرے کو کیا نقصان ہے؟ البتہ آیت میں "اِذَا حَسَدَ" کی قید ہے یعنی حاسد کے اُس شر کی پناہ طلب کرنے کی ہدایت کی گئی ہے، جبکہ وہ حسد کرے یعنی اپنے دل کی آگ بجھانے کیلئے قول یا عمل سے کوئی اقدام کرے تو ایسے حاسد کے عملی اقدام کے شر و فساد سے پناہ طلب کی جائے ——— حسد وہ سب سے پہلا گناہ ہے جو آسمان میں کیا گیا اور وہ سب سے پہلا گناہ ہے جو زمین پر کیا گیا کیونکہ آسمان پر ابلیس نے حضرت آدم علیہ السّلام سے حسد کیا، اور زمین پر حضرت آدم علیہ السّلام کے بیٹے قابیل نے اپنے بھائی ہابیل پر حسد کیا اور انہیں قتل کر ڈالا۔

(اسکی تفصیل "ہدایت کے چراغ" جلد اوّل کے تذکرۂ ہابیل، قابیل میں دیکھی جائے)

سُوْرَةُ النَّاس

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ○ مَلِكِ النَّاسِ ○ اِلٰـهِ النَّاسِ ○

ترجمہ: (آپ کہیے کہ میں انسانوں کے پروردگار کی، انسانوں کے بادشاہ کی، انسانوں کے معبود کی پناہ لیتا ہوں۔)

مطلب یہ کہ میں اُس اللہ کی پناہ طلب کرتا ہوں جو سب انسانوں کا پالنے والا، مالکؑ اور معبودؑ ہے جو اپنے بندوں کی حفاظت پر پوری طرح قادر ہے، جاہلی قوموں نے عموماً اللہ تعالیٰ کی اِنہیں تین صفات میں دوسروں کو شریک ٹھہرایا ہے قرآنِ حکیم نے یہاں تینوں صفات کو یکجا کرکے توحید کی جامع اور کامل تعلیم دی کہ اللہ کی اِن صفات میں اور کوئی شریک و دخیل نہیں ہے۔ اسی سے پناہ اور حفاظت طلب کی جائے۔

مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ○ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ ○ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ○

ترجمہ: (میں پناہ لیتا ہوں اللہ کی) پیچھے ہٹ جانیوالے وسوسے ڈالنے والے (شیطان) کے شر سے جو لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالتا ہے خواہ جنّات میں سے ہو یا انسانوں میں سے)

آیت میں اَلْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ کے شر سے پناہ طلب کرنیکی ہدایت کیجا رہی ہے یہ دونوں لفظ شیطان کے لقب ہیں۔ (فتح القدیر شوکانی)

وَسْوَاس، وسوسہ کے معنی کسی کے دل میں بُری بات یا بُرا خیال پے در پے ایسے طریقے سے ڈالنا کہ اُسکو خبر تک نہ ہو کہ کوئی میرے دل میں مسلسل بُری بات ڈال رہا ہے۔ لفظ وسوسہ کے معنی میں خود تکرار کا مفہوم شامل ہے جیسے لفظ زلزلہ میں تکرار کا مفہوم شامل ہے (مسلسل جھٹکے) چونکہ انسان ایک دو دفعہ بہکانے سے متأثر نہیں ہوتا اس لئے اُس کو ورغلانے کیلئے مسلسل کوشش کیجاتی ہے ایسے عمل کرنیوالے کو وَسْوَاس کہا جاتا ہے جسکا لفظی ترجمہ "بار بار وسوسہ ڈالنے والا" (یعنی شیطان)

خَنَّاس، یہ لفظ خُنُوس سے بنایا گیا ہے، خنوس کے معنی ظاہر ہونے کے بعد چھُپ جانا، یا آنے کے بعد پیچھے ہٹ جانا، اس لحاظ سے خَنَّاس کے معنی بار بار چھُپ جانیوالا، پیچھے ہٹ جانیوالا ہوئے، چونکہ وسوسہ ڈالنے والے کو بار بار وسوسہ اندازی کرنے کیلئے انسان کے پاس آنا پڑتا ہے اور پیچھے ہٹ جانا پڑتا ہے اس لئے ایسے عمل کرنیوالے کو خنّاس کہا گیا۔

دوسرے الفاظ میں یہ مطلب ہوا کہ شیطان کی وسوسہ اندازی جب ناکام ہو جاتی ہے تو وہ چلا جاتا ہے پھر موقعہ پا کر دوبارہ سہ بارہ کوشش کرتا ہے یہاں تک اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائے،

یہ وسوسہ ڈالنے والا خواہ شیطان ہو یا خبیث جنّات یا گمراہ انسان یا خود انسان کا اپنا نفس ہر بُرے وسوسے ڈالنے والے کو خنّاس کہا جاتا ہے، سورۃ النّاس کی آخری آیت میں اس عمومیّت کو ظاہر کیا گیا ہے، مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ۔ (خواہ وہ جنّات میں سے ہو یا انسانوں میں سے) وسوسہ دراصل ہر بُرائی، ہر گناہ، ہر شرارت کا نقطۂ آغاز اور پہلا قدم ہوتا ہے۔

کی اِنتہا کفر و شرک، دہریت و معصیت، بغاوت و عداوت، فتنہ و

فساد، قتل و غارت گری غرض ہر قسم کے جرائم پر ختم ہوتی ہے، کیونکہ کسی بھی بُرے ارادے میں تبدیل ہو جاتی ہے آگے جب وسوسے کی شدّت بڑھ جاتی ہے پھر یہی خواہش بُری نیت بنکر بُرے ارادے میں تبدیل ہو جاتی ہے آگے جب وسوسے کی شدّت بڑھ جاتی ہے تو انسان کا ارادہ، عزم (پختہ ارادہ) بن جاتا ہے، عزم کے بعد ہی عمل کیلئے قدم اُٹھتا ہے، پھر وہ سب کچھ ہو جاتا ہے، جسکا دل میں وسوسہ آیا تھا گویا ایک بے بنیاد خیالی دیوار تھی جس پر ایک بڑا محل تعمیر کیا گیا جو سب کو لے ڈوبا۔ اَللّٰھُمَّ احْفِظْنَا مِنْ وَسْوَسَةِ الشَّیْطٰن۔

آیت میں وساس سے پناہ طلب کرنیکی ہدایت کی گئی ہے خواہ یہ وسوسہ شیاطینِ جنّ کا ہو یا شیاطینِ انس کا ہر دُو کے شر سے پناہ طلب کرنے کی تلقین ہے۔ اس معنی کی تائید قرآنِ حکیم اور حدیث شریف سے بھی ہوتی ہے، قرآنِ حکیم کی وہ آیت یہ ہے۔

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْإِنْسِ وَالْجِنِّ يُوْحِيْ
بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا (انعام : ۱۱۲)

ترجمہ: (اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے دشمن (بہت سے) شیطان، انسان اور جنّات میں سے پیدا کر دیئے تھے جو ایک دوسرے کو چکنی چپڑی باتوں کا وسوسہ ڈالتے رہتے تھے دھوکے کیلئے)

یہاں اسی حقیقت کا بیان ہے کہ ہر نبی کے دور میں شیاطینِ انس و جن ہی کے دھوکے انسانوں کو سبز باغ دکھا کر گمراہ کیا کرتے تھے قرآنِ حکیم میں جہاں ابلیس کا لقب شیطان بیان کیا گیا ہے۔ وہاں شریر اور گمراہ انسانوں کو بھی شیطان کہا گیا ہے، اس لحاظ سے شیطان ایک نہیں ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں موجود ہیں اور خود انسان کے اپنے اندر کا نفس بھی شیطان ہے جبکہ وہ بُری بات کا وسوسہ ڈالتا

ہو، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشہور خطبۂ مسنونہ میں یہ دُعا ملتی ہے۔

نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا الخ

(ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں اپنے نفس کی بُرائیوں سے)

الغرض قرآنِ حکیم نے شیاطین الانس والجنّ کی وسوسہ اندازی سے پناہ مانگنے کی ہدایت کی ہے حضرت ابوذر غفاریؓ کہتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپؐ مسجد میں تشریف فرماتے تھے ارشاد فرمایا ابوذرؓ تم نے نماز (غالباً تحیۃ المسجد) پڑھ لی؟ میں نے عرض کیا نہیں ارشاد فرمایا اٹھو، اور نماز پڑھو، چنانچہ میں نے نماز ادا کی اور پھر آپ کی خدمت میں آکر بیٹھ گیا، آپؐ نے ارشاد فرمایا،

يَا اَبَاذَرٍّ تَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّ شَيٰطِيْنِ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ الخ

اے ابوذرؓ شیاطینِ انس اور شیاطینِ جن کے شر سے اللہ کی پناہ طلب کرو؛
میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا انسانوں میں بھی شیاطین ہوتے ہیں ؟
آپ نے ارشاد فرمایا ہاں ! (مسند احمد، نسائی)
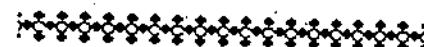
یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی ذاتِ اقدس تھی جس نے اس گہری پوشیدہ حقیقت کو واشگاف کیا کہ انسانوں میں بھی بہت بڑی تعداد شیاطین کی ہے بالفاظ دیگر "شیطان در قالبِ انسان" ہر دور اور ہر ماحول میں موجود ہیں جن سے اجتناب اور پرہیز اور خاص طور پر اللہ کی پناہ طلب کی جانی چاہیے۔ حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نظر لگنے اور شریر جنّات کے شر سے پناہ طلب کیا کرتے تھے۔ جب سورۂ فلق اور سورۂ ناس نازل ہوئیں تو آپ نے انہی دو سورتوں کے ذریعہ پناہ طلب کرنی شروع کی۔ (ترمذی، نسائی)

شیاطینی وساوس اپنی ذات میں ہمیشہ کوئی نہ کوئی خوشنمائی اور دل فریبی منظر

رکھتے ہیں کیونکہ اگر اسمیں کوئی فوری لذت یا ظاہری کشش اور ذوق وشوق نہ ہوتو کوئی بھی اِدھر توجہ نہ دیگا، آج جتنے بھی جاہلی مذاہب یا فلسفے اور افکار دُنیا میں پھیلے ہوئے ہیں اِن سب میں یہی خوشنمائی، دل فریبی، ملمع سازی کے اچھے خاصے پہلو موجود ہیں، ہر باطل فرقہ کوئی نہ کوئی ظاہری کشش اپنے میں ضرور رکھتا ہے۔

اہل باطل کے جتنے بھی مختلف نظریات سامنے ہیں، اِن سب کے دعوے نہایت جاذبِ نظر اور فریبِ نظر ہیں، کوئی کہتا ہے کہ ہم روٹی، کپڑا، مکان کا مسئلہ حل کردینگے کوئی کہتا ہے ہم دنیا سے مفلسی اور محتاجی کو مٹادینگے، کوئی کہتا ہے ہم انسان کو صحیح جمہوریت اور آزادی دینگے، کوئی مساواتِ انسانی کا گھونٹ پلاتا ہے، الغرض یہ اور اس قسم کے دعوے صرف نعرے ہی نعرے ہوا کرتے ہیں، حقیقت اور اصلیت ان میں نام کو بھی نہیں ہوتی، قرآنِ حکیم نے ایسے دعوؤں کو "زُخْرُفَ الْقَوْلِ" (خوشنما نعرے) کہا ہے۔ (انعام: ۱۱۲)

جو شیطانی حربوں میں سرفہرست کی حیثیت رکھتے ہیں

(اَللّٰھُمَّ احْفَظْنَا مِنْہُ)

❖❖❖❖❖❖❖❖❖❖❖❖❖❖❖❖❖❖❖❖

حاشیہ: یہ سیاسی نعرے ہیں ان سے مذہب کا کوئی تعلق نہیں۔ البتہ، سنیاسی جوگی وغیرہ جو مذہب کے نام پر کرتب بناکر یہ کہتے ہیں "یہ بھگوان نے کہا، یا اسیطرح نرسو کی پوجا کرو مصیبتوں سے NERSOO محفوظ رہو گے) چنانچہ جاہل لوگ ان کی باتوں میں آکر ہفتہ واری یا مہینہ واری، نقدی یا اجناس مندر کو بھیجاتے ہیں۔ اور جب کسی وجہ سے بند کردیتے ہیں تو یہ شیاطین مختلف طریقوں سے پریشان کرتے ہیں۔ اسکی بے شمار مثالیں اس کمترین کے مشاہدہ میں آچکی ہیں۔ مولانا ابرار الحق

اٰیَۃُ الْکُرْسِیّ

آیت الکرسی سورۂ بقرہ کی ایک عظیم آیت ہے جسکو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے آیاتِ قرآنی کا سردار قرار دیا ہے۔ (ترمذی)

ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اُبیؓ بن کعبؓ سے دریافت کیا اے ابو المنذر قرآن کی سب سے عظیم آیت کونسی ہے؟

حضرت اُبیؓ بن کعبؓ نے عرض کیا آیۃُ الکرسی

آپ نے ان کے سینے پر ہاتھ رکھا اور ارشاد فرمایا تم کو علم مبارک ہو۔

یہ آیت آیۃُ الکرسی کے نام سے مشہور ہے اور احادیث میں اِسکا یہی نام ملتا ہے، الکرسی کا اُردو ترجمہ "کرسی" ہی کیا گیا ہے لیکن اس کے وہ محدود معنی نہیں جو اُردو زبان میں مراد لیئے جاتے ہیں (بیٹھنے کی محدود چیز) بلکہ اللہ تعالیٰ کی ذاتِ عالی جیسے بے شان وگمان ہے اسی طرح اسکی کرسی بھی ہماری عقل و گمان سے بالاتر ہے، عہدِ سلف کے محتاط مفسرینِ کرام نے اس قسم کے الفاظ کی عموماً یہی تفسیر کی ہے، اور اسکی پوری حقیقت کو اللہ کے حوالہ کیا ہے اور اسمیں غور وخوض، بحث ومباحثہ کو پسند نہیں کیا۔ یہ اِنکا قابلِ احترام طرزِ عمل ہے۔

(فَجَزَاھُمُ اللّٰہُ خَیْرًا)

تقریبِ فہم کیلئے بعض حضرات نے احادیث کی روشنی میں یہ وضاحت کی ہے کہ اللہ کی کرسی اُسکے عرشِ عظیم سے چھوٹی اور ساتوں آسمان اور ساتوں زمین سے بڑا جسم رکھتی ہے۔

حضرت ابو ذر غفاریؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کرسی کے بارے میں دریافت کیا تھا۔

آپ نے ارشاد فرمایا:

اے ابوذرؓ سالوں آسمان اور ساتوں زمین کرسی کے سامنے ایسے ہیں جیسے ایک حلقہ (چھلّہ) ایک بڑے میدان میں پڑا ہو، اور عرشِ عظیم اس کرسی سے اتنا بڑا ہے جیسے وہ میدان اُس چھلّے سے بڑا ہے۔

صحابیٔ رسول حضرت ابن عباسؓ نے کُرسی کے ایک معنی "علم الٰہی" بیان کئے ہیں اسی پیروی میں بعض اہلِ تفسیر نے کرسی کا ترجمہ "علم" کیا ہے

کُرْسِیُّہٗ اَیْ عِلْمُہٗ (ابن جریر) اَلْکُرْسِیُّ ھُوَالْعِلْمُ (کبیر) اَیْ وَسِعَ عِلْمُہٗ (کشاف) اور بعض دوسرے مفسرین نے کرسی کا ترجمہ "قدرت" اور "حکومت" کیا ہے۔ قِیْلَ کُرْسِیُّہٗ مُلْکُہٗ (معالم التنزیل) وَقَالَ قَوْمٌ کُرْسِیُّہٗ مُلْکُہٗ وَ سُلْطَانُہٗ (تفسیر کبیر و کشاف)

یعنی اللہ کی کرسی سے اُسکا ملک اور اقتدار مراد ہے۔ وَاللہُ اَعْلَمُ!

اس لحاظ سے کُرسی کے یہ معنی ہوئے کہ اُسکا علم و اقتدار آسمانوں اور زمین پر چھایا ہوا ہے

الغرض: اَلکرسیّ سے مراد کرسی ہو یا علم و اقتدارِ الٰہی وہ تمام کائنات کا احاطہ کئے ہوئے ہے اور کوئی چیز اس کے قبضے اور احاطے سے باہر نہیں۔

آیۃُ الکرسیّ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات وصفات کی جو وضاحت کی ہے وہ ایسی کامل و مکمل ہے جسکی نظیر سے کائنات عاجز و بے بس ہے، آیت کے دس جملے ہیں۔

آیت الکرسی :

اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ لَا تَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَوْمٌ

لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗٓ اِلَّا بِاِذْنِہٖ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَمَا خَلْفَھُمْ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِہٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ وَسِعَ کُرْسِیُّہُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَا یَئُوْدُہٗ حِفْظُھُمَا وَھُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ

(بقرہ : ۲۵۵)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ (ایسا ہے کہ) اُسکے سوا کوئی معبود نہیں زندہ ہے (جسکو کبھی موت نہیں آسکتی) سنبھالنے والا ہے (تمام کائنات کا) نہ اسکو اُونگھ دبا سکتی ہے نہ نیند۔ اُسی کے مملوک ہیں سب کچھ جو آسمانوں اور زمین میں ہیں، ایسا کون شخص ہے جو اس کے پاس کسی کی سفارش کرسکے بغیر اسکی اجازت کے، وہ جانتا ہے تمام حاضر اور غائب کے حالات کو اور تمام موجودات اسکے معلومات میں سے کسی چیز کو اپنے احاطۂ علمی میں نہیں لاسکتے مگر جس قدر آگاہی دینا وہی چاہے۔ اسکی کرسی (اتنی بڑی ہے کہ اُس) نے سب آسمانوں اور زمین کو اپنے اندر لے رکھا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کو اُن دونوں (آسمان و زمین) کی حفاظت کچھ گراں (بھاری) نہیں گزرتی، وہ عالی شان عظیم الشان ہے۔

آیۃ الکرسیّ میں جہاں توحید ذات اور صفات کی عظمت بیان کی گئی ہے۔ وہاں اس آیت کے بارے میں بڑی فضیلت اور برکتیں بیان کی گئی ہیں، خاص طور پر شیاطین و شریر جنات سے حفاظت اور اُن کی وسوسہ اندازی اور دست درازی سے بچنے کیلئے آیت الکرسی کا سہارا لیا گیا ہے،

اس آیت کے معنی و مفہوم سے جہاں معرفتِ الٰہی حاصل ہوتی ہے الفاظ کی تلاوت سے بھی بہت سے دُنیاوی فوائد حاصل ہوتے ہیں اس سلسلے میں بکثرت احادیث موجود ہیں، یہاں چند ایک کا ذکر کیا جاتا ہے، امام بخاری نے حضرت ابوہریرہؓ کی ایک روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوہریرہؓ کو صدقۂ فطر کی نگرانی کیلئے مقرر فرمایا تھا ایک رات وہ نگرانی کر رہے تھے کہ آدھی رات کے

کے بعد ایک شخص آیا اور غلّہ سمیٹنے لگا، ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ میں نے اسکو پکڑ لیا اور کہا کہ تجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کروں گا، اُس شخص نے کہا میں محتاج و فقیر انسان ہوں، میرا بڑا کنبہ ہے ان کے غذا پانی کا میرے ہاں انتظام نہیں آپ مجھے معاف کر دیجئے ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ میں نے اُسے چھوڑ دیا، صبح بعد فجر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے دریافت فرمایا اے ابو ہریرہؓ گزشتہ رات کے قیدی کو تم نے کیا کیا؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اُس نے اپنی غربت اور فاقہ کشی اور اولاد کی کثرت کا ذکر کیا، مجھکو اُس پر ترس آیا میں نے اُسے چھوڑ دیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا وہ جھوٹا تھا دوبارہ پھر آئیگا، آپؐ کے اس ارشاد پر مجھے یقین ہو گیا کہ وہ دوبارہ ضرور آئیگا، دوسری رات میں تاک لگا کر بیٹھا رہا آدھی رات بعد وہ پھر آیا اور غلّہ سمیٹنے لگا میں نے اُس کو پکڑ لیا اور کہا کہ اب تو تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ضرور پیش کرونگا۔ اُس نے کہا: مجھے ایک دفعہ اور معاف کر دو۔ میں بچّے والا غریب آدمی ہوں آیندہ نہیں آؤنگا۔ اسکی اس عاجزی و بے لبسی پر مجھے رحم آیا اور میں نے اسکو چھوڑ دیا صبح کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر دریافت فرمایا ابو ہریرہؓ رات کے قیدی نے کیا کہا؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اس نے اپنی غربت و افلاس کی سخت شکایت کی اور آیندہ ایسی حرکت نہ کرنے کا وعدہ کیا تو میں نے اسے چھوڑ دیا۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا بہر حال وہ جھوٹا تھا پھر آئیگا، تیسری رات میں نے پھر نگرانی کی وہ حسبِ معمول آیا اور غلّہ سمیٹنے لگا میں نے اسکو فوری پکڑ لیا اور سختی سے کہا کہ تو ہر بار جھوٹ بولتا ہے اور وعدہ کرتا ہے کہ آیندہ نہیں آؤنگا یہ تیسری تیری چوری ہے۔ اب میں تجھ کو بہر صورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرونگا۔ اِس پر اُس نے کہا اگر آپ مجھے چھوڑ دیں تو میں آپ کو چند ایسے کلمات بتاؤنگا جو آپ کو نفع دینگے۔ میں نے کہا وہ کیا ہیں؟ اُس نے کہا:

"جب آپ بستر پر سونے لگیں تو آیت الکرسی پڑھ لیا کریں، ساری رات
آپ کی حفاظت کیلئے ایک فرشتہ مقرر کر دیا جاتا ہے۔ اور شیطان
صبح تک قریب نہیں آسکتا"

یہ مفید بات سنکر میں نے اُسے چھوڑ دیا صبح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر دریافت فرمایا اے ابو ہریرہؓ رات کے تمہارے قیدی کا کیا قصہ ہے؟

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اس نے مجھے چند ایسے کلمات بتانے کا وعدہ کیا جس سے مجھ کو اللہ تعالیٰ نفع عنایت کرینگے تو میں نے اس خیر عظیم کی توقع پر اُسے چھوڑ دیا۔ آپ نے دریافت فرمایا وہ کلمات کیا ہیں؟

میں نے اس کی تعلیم کردہ پوری بات بیان کر دی اسپر آپ نے فرمایا بیشک اُس نے سچ کہا (آیت الکرسی کی ایسی ہی شان ہے۔) لیکن ہے وہ جھوٹا (جھوٹا آدمی بھی کبھی سچ کہہ دیا کرتا ہے۔) پھر آپ نے مجھ سے دریافت فرمایا ابو ہریرہؓ تم جانتے ہو وہ کون تھا؟

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نہیں جانتا۔

آپ نے ارشاد فرمایا، وہ شیطان تھا، (رواہ البخاری، ابن کثیر ج ۱)

صحابۂ کرام اور تابعین عظام کے دور میں بچوّں کو یہ تعلیم دی جاتی تھی کہ وہ سونے سے پہلے تازہ وضو کرلیں اور آیت الکرسی اور معوذتین (قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ، قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاس تین تین مرتبہ) پڑھ لیا کریں۔ صحابۂ کرام اور تابعینِ کرام کا خود اپنا معمول بھی یہی تھا معلوم نہیں کس دور سے یہ اہم اور مفید ترین عمل متروک ہو گیا۔ اور اسلامی گھرانے اس مبارک عمل سے خالی ہو گئے۔ اس عمل میں جہاں دارِ آخرت کا فائدہ تھا۔ دُنیا کی زندگی میں بھی عافیت و حفاظت نصیب تھی یہ موجودہ اِسلامی معاشرہ کا بڑا سانحہ ہے جو مُسلم گھرانوں میں پھیل گیا۔

(اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنَا لِصَالِحِ الْاَعْمَالِ وَالْاِخْلَاقِ)

حافظ ابن کثیرؒ نے اپنی مشہور زمانہ تفسیر میں ایک اور واقعہ نقل کیا ہے۔
حضرت اُبیؓ بن کعبؓ کہتے ہیں کہ میرا ایک گودام تھا جس میں کھجوریں محفوظ کی جاتی تھیں۔

لیکن اس میں ہر روز کچھ نہ کچھ کمی محسوس کرتا تھا ایک رات میں اس کی حفاظت کیلئے بیٹھ گیا کچھ دیر بعد ایک نوجوان لڑکا جو جانور کی شکل میں تھا اچانک آگیا، میں نے اسکو سلام کیا، اُس نے جواب دیا، پھر میں نے پوچھا، تم انسان ہو یا جنّ ؟
اُس نے کہا تم جنّات کو تو جانتے ہو لیکن اُن میں مجھ سے زیادہ طاقتور کوئی نہیں،——
میں نے کہا تو پھر تم کو یہ بزدل حرکت کرنیکی ضرورت کیوں پیش آئی ؟ (یعنی چوری)
کہنے لگا مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم صدقات وخیرات کرنے کو بہت پسند کرتے ہو اس لئے تمہارے غلّے سے کچھ برکت حاصل کرنا چاہا،
حضرت اُبیؓ بن کعبؓ نے اُس سے پوچھا پھر تم لوگوں سے حفاظت کی کیا صورت ہے ؟ —— اس جنّی نے کہا بس آیت الکرسی پڑھ لیا کرو، ہم سے حفاظت ہو جائیگی۔

حضرت ابیؓ بن کعبؓ کہتے ہیں۔ دوسرے دن میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ واقعہ بیان کیا۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا —— "صَدَقَ الْخَبِیْثُ"——
خبیث نے سچ کہا، —————— (رواہُ حاکم وقال صحیح الاسناد)

یہ دونوں واقعات آیت الکرسی کی فضیلت ظاہر کرتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں واقعات کی تصدیق فرمادی کہ یہ ایک حق بات تھی جو جھوٹوں کی زبان سے نکل گئی۔ رات کا وقت عموماً شیاطین اور جنات کے منتشر ہونیکا ہوتا ہے رات کی تاریکی ان کیلئے دن کی روشنی کا کام دیتی ہے، وہ تمام شرور و

فتن جو شیاطین و جنّات کا محبوب ترین مشغلہ ہیں رات ہی کے وقت تکمیل پاتے ہیں اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح وشام خاص طور پر سوتے وقت آیت الکرسی پڑھ لینے کی تلقین فرمائی ہے۔ تاکہ شیاطین کے مکروفریب اور ان کی ریشہ دوانیوں سے حفاظت ہو سکے۔

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا سورۂ بقرہ میں ایک آیت ہے جو قرآنی آیات کی سردار ہے، جس گھر میں شیطان موجود ہو اس آیت کی تلاوت کرنے سے شیطان بھاگ کھڑا ہوتا ہے اور وہ عظیم آیت "آیت الکرسی" ہے۔ (رواہ الحاکم)

ابن کثیرؒ نے اپنی تفسیر میں ایک اور واقعہ نقل کیا ہے،
حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ ایک انسان کی ایک جنّ سے ملاقات ہوگئی اُس جنّ نے کہا اگر آپ مجھے چت کر دیں تو میں ایک ایسی عظیم آیت بتاؤنگا جس کو آپ پڑھ کر اپنے گھر میں داخل ہوں گے تو اس گھر میں شیطان داخل نہ ہو سکے گا ؟
چنانچہ دونوں کا مقابلہ ہوا تو انسان نے اُس جنّ کو چت کر دیا۔
پھر اس انسان نے اُس جنّ سے کہا تُو تو ایک دُبلا پتلا کمزور جسم والا ہے اور تیرے دونوں ہاتھ کتے کے ہاتھوں کی طرح ہیں، کیا جنّات سب کے سب ایسے ہی ہوا کرتے ہیں ؟ یا تیری ہی ایسی شکل ہے ؟ اُس نے کہا میں جنّات میں طاقتور ہوں، آپ مجھ سے دُوبارہ مقابلہ کریں ؟ چنانچہ دُوبارہ مقابلہ ہوا تو انسان نے اس جنّ کو چت کر دیا اسکے بعد اُس جنّ نے کہا کہ جب کوئی آدمی اپنے گھر میں داخل ہوکر آیت الکرسی پڑھ لے تو اس گھر سے شیطان فوری بھاگ کھڑا ہوگا، اور اس کی ہوا خارج ہو جاتی ہے۔
اس واقعہ کے نقل کرنے والے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے پوچھا گیا کہ وہ انسان

کیا عمرؓ بن الخطاب تھے؟ آپ نے فرمایا عمرؓ بن الخطاب کے علاوہ اور کون ہو سکتے ہیں؟

(ابن کثیر: ج ۱ تفسیر سورۃ بقرہ)

یعنی یہ واقعہ سیدنا عمر بن الخطابؓ کا ہے۔

دفعِ شیاطین کا ایک اور طریقہ

شیاطین اور جنات کے اپنے ٹھکانے اور مقام ہوا کرتے ہیں جہاں وہ رہتے بستے ہیں اِن کے شہروں اور ملکوں کا حال اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے، قرآن اور احادیث میں ایسی کوئی صراحت نہیں ملتی جس سے ان کے محل وقوع کا پتہ چلے البتہ احادیث میں چند ایک واقعات ایسے ملتے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تبلیغِ اسلام کیلئے ان کے شہروں کا سفر فرمایا تھا ایسی روایات حدیث "لَیْلَۃُ الْجِنّ" کے نام سے کتب حدیث میں موجود ہیں جن کے ایک راوی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بھی ہیں بلکہ یہ ایک رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اُس سفر میں شریک بھی رہے ہیں، جس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

بہرحال انسانوں کی طرح شیاطین و جنات کے بھی شہر اور ملک ہیں اُس میں یہ رہتے بستے ہیں لیکن انسانی آبادیوں میں بھی کثرت سے آمد و رفت رکھتے ہیں خاص طور پر انسانوں کو گمراہ کرنے اور اسلام و ایمان سے دور رکھنے کیلئے انسانوں میں خَلاملا بھی رکھتے ہیں بعض اوقات خالی مکانات اور ویرانوں میں بھی اپنا ٹھکانہ بنا لیتے ہیں، اور انسانوں کو پریشان کرتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شیاطین کو دور کرنے اور اُن کے شر سے بچنے کیلئے جہاں بعض قرآنی آیات تلاوت کرنیکی ہدایت فرمائی ہے وہاں ایسے موقع پر بلند آواز سے اذان پڑھنے کی بھی تلقین کی ہے۔ خواہ نماز کا وقت ہو یا نہ ہو، شیطان پر اذان کی آواز سخت بھاری پڑتی

ہے اور وہ اُس کو برداشت نہیں کرسکتا راہِ فرار کے سوا اور کوئی چارہ نہیں پاتا اور وہ اس مقام سے بھاگ کھڑا ہوتا ہے۔ مسلم شریف میں ایک روایت ہے۔ حضرت سہیل کہتے ہیں کہ میرے والد ابو صالح نے مجھکو اپنے کسی کام کیلئے قبیلہ بنو حارثہ جانے کیلئے روانہ کیا میرے ساتھ میرا ایک دوست بھی تھا جب ہم وہاں پہنچے تو ایک باغ کے اندر سے کسی پکارنے والے کی آواز آئی جو میرے اُس دوست کا نام لیکر آواز دے رہا تھا میرے دوست نے باغ کی دیوار پر چڑھ کر دیکھا تو کچھ بھی نظر نہ آیا، ہم واپس ہوگئے پھر میں نے اپنے والد ابو صالح سے یہ قصہ بیان کیا تو فرمایا کہ اگر مجھ کو اس کا پہلے سے احساس ہوتا تو تم کو ہرگز روانہ نہ کرتا تاکہ تم اس پریشانی میں مبتلا نہ ہوتے بہرحال جب کبھی ایسی صورتِ حال پیش آجائے تو فوری اذان پڑھ دیا کرو، کیونکہ میں نے حضرت ابوہریرہؓ سے سنا ہے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے اِرشاد فرمایا جب اذان پڑھی جاتی ہے تو شیطان پیٹھ پھیر کر بھاگ کھڑا ہوتا ہے۔

فقہائے احناف نے بھی تصریح کی ہے کہ کسی مکان یا ویرانے یا صحرا میں اگر شیطانی اثرات محسوس کئے جائیں تو وہاں بلند آواز سے اذان پڑھ دینی چاہیے، اس عمل سے شیطان فرار ہو جاتا ہے اور اسکے شر سے حفاظت ہو جاتی ہے۔

اندرونِ خانہ اور بیرونِ خانہ

کائناتِ انسانی کے ہر فرد کو اپنی موت تک دو حالتوں سے بہرصورت دوچار ہونا پڑتا ہے۔ مکان میں یا مکان سے باہر۔

یعنی انسان کی پوری زندگی دو حصوں میں تقسیم ہو جاتی ہے یا وہ اپنا

وقت گھر میں صرف کرتا ہے یا گھر سے باہر گزارتا ہے۔ یہی ایسی کوئی حالت
نہیں کہ وہ اپنے اوقات کہیں اور گزارے گویا انسانی زندگی کے کل دو گھر ہوئے
اندرونِ خانہ، بیرونِ خانہ،

یہی وجہ ہے کہ ہر انسان کی موت یا گھر میں ہوئی یا گھر سے باہر، اس گہری
حقیقت کو سمجھ لینے کے بعد گھریلو زندگی کی اہمیت اور اس کی نزاکت دن کی روشنی
کی طرح واضح اور عیاں ہو جاتی ہے۔

یہ حقیقت ہم کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی نے بتائی ہے کہ
کس طرح ان دونوں گھروں میں حفاظت و سلامتی چین وسکون، راحت و آرام
کیساتھ گزارہ کیا جاسکتا ہے۔

آپ کی ہدایاتِ عظیمہ میں گھر سے باہر ہوتے وقت اور باہر سے گھر
میں داخل ہوتے وقت دعائیہ کلمات کا وہ عظیم درس ملتا ہے جس پر عمل کرنے
سے اندرونِ خانہ اور بیرونِ خانہ زندگی محفوظ ہو جاتی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب کوئی اپنے گھر سے نکلتے
وقت یہ دعا پڑھے بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ۔
(ترمذی، ابوداؤد)

تو ایک فرشتہ آواز دیتا ہے كُفِيتَ وَوُقِيتَ وَهُدِيتَ۔ (ترجمہ) تیری ذمہ داری قبول کرلی گئی۔
اور تیری حفاظت کرلی گئی، اور تو راہ یاب ہوگیا، وَتَنَحّٰى عَنْهُ الشَّيْطَانُ۔ اور شیطان اس شخص
سے دور ہو جاتا ہے اور پہلا شیطان دوسرے شیطان سے کہتا ہے اس شخص کے بارے میں تیرا
کیا خیال ہے جو ہدایت پاگیا، اور اس کی ذمہ داری قبول کرلی گئی، اور وہ محفوظ ہوگیا
(صحیح الکلم الطیب ص۲۵۔ ابوداؤد کتاب الادب ۴۹۵/۲)

یعنی اب ایسے شخص پر شیطان کا کوئی حربہ کارآمد نہیں ہو سکتا اور وہ اللہ

کی حفاظت میں آگیا اور اللہ تعالیٰ نیکوکاروں کا عمل ضائع نہیں کرتے۔

اسی طرح باہر سے گھر میں داخل ہوتے وقت اگر انسان وہ دعا پڑھ
لیا کرے جو احادیث میں منقول ہے تو گھر میں شیطان کے داخلہ پر پابندی ہو جاتی
ہے اور وہ اپنی جماعت سے کہتا ہے کہ آج تمہارا اس گھر سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہؓ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو
فرماتے سنا کہ جب کوئی انسان اپنے گھر میں داخل ہوا، پھر کھانے سے پہلے بھی اللہ کا
ذکر کیا تو شیطان اپنی جماعت سے کہتا ہے:

لَا مَبِيتَ لَكُمْ وَلَا عَشَاءَ

ترجمہ: (تمہارا اس گھر میں نہ قیام نہ طعام)

اور جب آدمی اپنے گھر میں داخل ہوتے وقت اللہ کا نام نہیں لیتا تو
شیطان کہتا ہے کہ اب تمہارا اس گھر میں داخلہ مل گیا اور جب کھاتے وقت بھی
آدمی اللہ کا نام نہیں لیتا تو شیطان اپنی جماعت میں اعلان کر دیتا ہے۔

أَدْرَكْتُمُ الْمَبِيتَ وَالْعَشَاءَ (مسلم۔ کتاب الاطعمہ ص۱۷۲/۲)

ترجمہ:۔ (اب اس گھر میں تمہارا قیام بھی ہوگیا اور کھانے پینے کا انتظام بھی)

گھر سے نکلتے اور داخل ہوتے وقت احادیث میں کئی ایک دعائیں
ملتی ہیں جو بھی دعا پڑھ لی جائے مذکورہ بالا فوائد کیلئے کافی ہے، تاہم دو مشہور
دعائیں نقل کرتے ہیں، جس کو یاد کرلیا جائے تو عمل میں سہولت پیدا ہو جاتی ہے۔

گھر سے نکلنے کے وقت کی دعاء

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ أَنْ أَضِلَّ أَوْ أُضَلَّ، أَوْ أَزِلَّ أَوْ أُزَلَّ
أَوْ أَظْلِمَ أَوْ أُظْلَمَ، أَوْ أَجْهَلَ أَوْ يُجْهَلَ عَلَيَّ (ابوداؤد کتاب الادب)

ترجمہ: (اے اللہ میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں گمراہ ہونے سے یا گمراہ کئے جانے سے یا لغزش کھانے سے یا لغزش میں مبتلا ہو جانے سے، یا ظلم و زیادتی کرنے سے یا مجھ پر ظلم ہونے سے، یا جہالت کرنے سے یا جہالت میں مبتلا ہو جانے سے)

گھر میں داخل ہونے کے وقت کی دعاء

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ خَيْرَ الْمَوْلَجِ وَخَيْرَ الْمَخْرَجِ بِسْمِ اللّٰهِ وَلَجْنَا وَبِسْمِ اللّٰهِ خَرَجْنَا وَعَلَى اللّٰهِ رَبِّنَا تَوَكَّلْنَا (ابوداؤد)

ترجمہ: (اے اللہ میں آپ سے گھر میں داخل ہونے کی برکت چاہتا ہوں اور باہر ہونے کی برکت چاہتا ہوں اللہ ہی کے نام پر ہم داخل ہوتے ہیں، اور اللہ ہی کے نام پر باہر ہوتے ہیں، اور اللہ ہی پر ہمارا بھروسہ ہے جو ہمارا پروردگار ہے)

اس دُعا کے بعد پھر گھر والوں کو سلام کرے، بہر حال یہ وہ دو عظیم دعائیں ہیں جن کے ذریعہ اندرونِ خانہ اور بیرونِ خانہ (باہر) ہر قسم کے آفات و شرور و فتن سے حفاظت ہو جاتی ہے، یہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا احسان و کرم ہے جنہوں نے آخرت کی صلاح و فلاح کے علاوہ دنیا کی راحت و عافیت کا راز بھی بیان فرمایا۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ

غضب اور طیش کے وقت

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ ایک موقعہ پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے دریافت فرمایا، جانتے ہو بہادر کون ہوتا ہے؟

ہم نے عرض کیا وہ جو لوگوں کو پچھاڑ دے۔ آپ نے ارشاد فرمایا ایسا نہیں بلکہ بہادر وہ ہے جو غصے کے وقت اپنے آپ کو قابو میں رکھے۔ (صحیح مسلم)

حضرت سلیمان بن صُرَدؓ کہتے ہیں کہ ایک دن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا دو آدمیوں کو دیکھا کہ آپس میں جھگڑا کر رہے ہیں اُن میں سے ایک کا چہرہ سُرخ ہو گیا تھا اور رگیں ابھر گئی تھیں یہ منظر دیکھ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں اگر یہ ایسے وقت پڑھ لے تو یہ کیفیت دور ہو جائے گی۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا، وہ کلمہ یہ ہے

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

اگر یہ پڑھ لے تو غصے اور طیش کی یہ کیفیت دُور ہو جائیگی۔ (بخاری و مسلم)

ایک عظیم ضمانت

انسان کو اپنی زندگی میں بار ہا بیماروں، مصیبت زدہ آدمیوں، پریشان حال انسانوں سے ملاقات کا سابقہ پڑتا ہے، اگر ملاقات نہ بھی ہو تو ایسے مناظر دیکھنے اور سُننے میں ضرور آتے ہیں۔ ایسے وقت فطری طور پر دل پراگندہ ہو جاتا ہے اور آدمی دل ہی دل میں اس مصیبت اور پریشانی سے پناہ طلب کرنے لگتا ہے، اور چاہتا ہے کہ زندگی بھر اس مصیبت سے سابقہ نہ پڑے، دل کی یہ خواہش فطرت کا تقاضہ بھی ہے، دنیا میں ایسا کوئی نہیں جو مصائب اور آلام کو پسند کرتا ہو چہ جائیکہ اُس میں مبتلا ہو جائے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ کرم و عنایت ہے کہ آپ نے اپنی اُمت کو اس مصیبت سے محفوظ رہنے کیلئے ایک خاص دُعا کی تعلیم فرما دی۔

آپ کا ارشاد ہے کہ جو کوئی کسی مصیبت زدہ انسان کو دیکھے یا کسی آفت

وحادثہ کو دیکھے اور اُس وقت یہ کلمات پڑھ لے تو زندگی بھر وہ مصیبت یا آفت اسکے قریب تک نہ آئیگی۔ خواہ وہ کتنی ہی بڑی مصیبت کیوں نہ ہو ۔

(ترمذی) وہ دُعا یہ ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهٖ وَفَضَّلَنِیْ
عَلٰی كَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلًا

ترجمہ: (تمام تعریف اس اللہ کیلئے سزاوار ہے جس نے مجھے اُس آفت سے محفوظ رکھا ہے جس میں تجھ کو مبتلا کیا ہے۔ اور اپنی بہت ساری مخلوق پر مجھ کو فضیلت بھی دی ہے)

تنبیہ: اہل علم فرماتے ہیں کہ مذکورہ بالا کلمات اپنے دل میں کہے بلند آواز سے نہ پڑھے تاکہ بیمار یا مصیبت زدہ انسان اِن کلمات کو سن کر تکلیف نہ محسوس کرے۔ کلمات کا اصل مقصود تو دُعا ہے جو اللہ کی حمد و ثنا کے ساتھ حضور رب میں پیش کیجا رہی ہے۔ (لنووی) الاذکار

دُعاء ذَا النُّوْنْ

انبیاء کرام کے واقعات میں سیدنا یونس علیہ السّلام کا واقعہ بھی خصوصی شان کا حامل ہے انہوں نے اپنی قوم پر عذاب الٰہی کے آثار دیکھکر یقین کرلیا کہ اب کسی بھی لمحہ عذاب الٰہی ٹوٹ پڑنے والا ہے۔ وطن چھوڑدیا اور ہجرت کر گئے، حکم الٰہی کا انتظار نہ فرمایا، سمندر کی راہ اختیار کی درمیان سفر ایک مچھلی نے ان کو اپنا لقمہ بنالیا (تفصیل کیلئے ہماری کتاب " ہدایت کے چراغ ج۲۔ تذکرہ سیدنا یونس علیہ السّلام مطالعہ کیجئے) سیدنا یونس علیہ السّلام نے مچھلی کے پیٹ میں ایک ایسی عظیم دُعا کی جس پر رحمتِ الٰہی متوجہ ہوگئی۔

مچھلی نے کنارے آکر انہیں اُگل دیا۔

اللہ تعالیٰ نے سیدنا یونس علیہ السّلام کو ذَا النُّوْنِ کا لقب عطا کیا۔ (مچھلی والے) اور وہ اسی لقب سے پکارے بھی گئے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے اِرشاد فرمایا میں ایک کلمہ ایسا بھی جانتا ہوں جسکو کوئی بھی مصیبت زدہ آدمی پڑھ لے تو اُسکی بلاو مصیبت دور ہو جائیگی (خواہ وہ مصیبت کتنی ہی بڑی کیوں نہ ہو) وہ دعا میرے بھائی یونس علیہ السّلام کی فرمودہ ہے جب کہ اُنہوں نے مچھلی کے پیٹ میں اللہ کو پکارا تھا۔

"لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِیْنَ"

(کتاب ابن السنی و ترمذی)

ترجمہ: (آپکے سوا کوئی معبود نہیں ہے آپ (تمام عیوب سے) پاک ہیں میں بے شک قصوروار ہوں)

صلوٰۃ استخارہ

استخارہ کے معنی (خیر و بھلائی کا طلب کرنا) جسکا مطلب یہ ہے کہ جو
بات ہمارے لئے بہتر اور مفید ہے وہ حاصل ہو جائے، اگر یہی استخارہ دُعا میں
شامل کر لیا جائے تو مطلب یہ ہوگا کہ ہم اپنی حاجت و ضرورت کو اللہ تبارک
و تعالیٰ کے حوالہ کرتے ہیں اور اُس سے خیر و بھلائی مانگتے ہیں اور شر اور
نقصان سے حفاظت و پناہ چاہتے ہیں۔

دُنیا کے کسی بھی جائز کام میں خیر و شر، نفع و نقصان، کامیابی و ناکامی
کے دونوں پہلو ہوا کرتے ہیں گویا وہ کام یا خیر ہی خیر ہوا کرتا ہے یا شر ہی
شر، ——— ایک تیسری صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ وہ کام نہ
خیر ہو نہ شر بلکہ ضائع و عبث ہو جائے لیکن یہ صورت بھی شر ہی کی ایک
قسم ہے کیونکہ خیر سے تو بہر حال خالی ہی ہے، اس لحاظ سے دنیا کا ہر
جائز کام دو حیثیت رکھتا ہوگا یا وہ خیر ہوگا یا شر، اور یہ بھی حقیقت ہے کہ
کسی بھی انسان کو اپنے کام کے انجام و نتیجے کا علم نہیں ہوتا البتہ اللہ تبارک و
تعالیٰ نے بعض غیبی امور پر اپنے بعض رسولوں کو مطلع کیا ہے۔ باقی سب انسان
اپنے نتائج و عواقب سے بے خبر ہیں، یہی وجہ ہے کہ چھوٹا بڑا، امیر و غریب،
قوی و ضعیف سب کے سب اپنے نفع و فائدے کیلئے کوشاں رہتے ہیں۔ اور ضرر
و نقصان سے بچنے کی تدابیر کرتے ہیں، کوئی اپنا مقصد پالیتا ہے اور کوئی ناکام ہو جاتا ہے۔
لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو ایک ایسا مضبوط اور مفید طریقہ بتلایا

ہے کہ اس کے اختیار کرنے پر اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے بندے کی اُس
حاجت و ضرورت کے کفیل ہو جاتے ہیں وہ چیز جسکا بندہ طلب گار ہے اگر
اس کے حق میں مفید اور بہتر ہو تو اس کے اسباب فراہم کر دیتے ہیں اور اگر
شر و نقصان ہو تو اُس سے بچا لیتے ہیں، اللہ تعالیٰ سے استخارہ کرنیوالا کبھی
ناکام نہیں ہوتا اُس کی کامیابی تو بہر حال کامیابی ہے ناکامی بھی کامیاب
ہے۔ (کیونکہ وہ نقصان و شر سے محفوظ ہو گیا) حضرت جابر بن عبد اللہؓ
کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو استخارہ کی دُعا اس طرح یاد دلاتے
تھے گویا وہ قرآنِ حکیم کی کوئی سُورت ہے، آپ فرمایا کرتے تھے کہ جب تم
کو کوئی ضرورت یا حاجت پیش آئے تو تازہ وضو کر کے دو رکعت نفل
(صلوٰۃ الاستخارہ) پڑھیں۔ پھر نماز کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور اسکے
رسول پر درود و سلام پڑھ کر یہ دُعا پڑھیں۔ (بخاری)

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ
وَاَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِیْمِ، فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَ
تَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ، وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ، اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ
تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ
اَمْرِیْ، فَاقْدُرْهُ لِیْ وَیَسِّرْهُ لِیْ ثُمَّ بَارِكْ لِیْ فِیْهِ،
وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَ
مَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ فَاصْرِفْهُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْهُ
وَاقْدُرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ كَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِهٖ

(خط کشیدہ جملہ پر اپنی حاجت و ضرورت کا خیال کریں جو اللہ تعالیٰ کے
حضور پیش کی جا رہی ہے)

ترجمہ: اے اللہ آپکے علم کے وسیلہ سے خیر مانگتا ہوں اور آپ کی قدرت کے وسیلہ سے طاقت وقدرت طلب کرتا ہوں اور آپکے فضلِ عظیم کے صدقہ سے سوال کرتا ہوں، کیوں کہ آپ قادر ہیں اور میں بے قدرت ہوں اور آپ علم والے ہیں اور میں بے علم ہوں اور آپ کُل غیب کے جاننے والے ہیں، اے اللہ اگر آپکے علم میں یہ کام میرے لیے بہتر ہے میری دنیا اور دین اور انجام کے لحاظ سے تو آپ اسکو مقدر کر دیجئے اور آسان کر دیجئے پھر اُس میں برکت ڈال دیجئے۔

اور اگر آپکے علم میں یہ کام میرے لئے بُرا ہے میری دنیا اور دین اور انجام کے لحاظ سے تو آپ اِسکو مجھ سے دور فرما دیجئے اور مجھ کو اس سے دور کر دیجئے اور میرے لئے جو بھی خیر ہو اُسکو مقدر فرما دیجئے۔ پھر اُس پر مجھ کو خوش کر دیجئے۔

امام قتادہؒ فرماتے ہیں کہ جس جماعت نے بھی رضائے الٰہی کیلئے استخارہ کیا اُس کو اسی بات کی ہدایت نصیب ہوئی جو اُن کیلئے سب سے بہتر تھی۔

(الوابل الصیب۔ ابن القیمؒ)

صلوٰۃ استخارہ کی بس یہی حقیقت ہے اس عمل کے بعد اپنی جائز حاجت کے اسباب اختیار کریں اور کام شروع کر دیں چونکہ آپنے اپنی حاجت کو اللہ تعالیٰ کے حوالہ کر دیا ہے۔ اب جو بات بھی پیش آئے وہ خیر ہی ہوگی اُسی پر ایمان و ایقان رکھنا چاہیے۔

صلوٰۃ استخارہ کی کوئی مخصوص تعداد نہیں ہے فوری اور مؤقتی ضرورت پر ایک مرتبہ پڑھ لی جائے۔ اور اگر اتنا بھی وقت نہ ہو تو کام سے پہلے صرف دُعا پڑھ لی جائے۔ ——— (کتاب الاذکار لنووی)

یادداشت

عوام الناس میں یہ جو مشہور ہے کہ استخارہ کرنے کے بعد خواب آتا ہے یا کوئی چیز معلوم ہو جاتی ہے۔ وغیرہ وغیرہ یہ بے اصل اور عوامی بات ہے، اگر کسی کو کچھ نظر بھی آگیا ہو تو یہ اُسکا اپنا خیال ہے استخارے کی حقیقت نہیں، ——— استخارے کی حقیقت وہی ہے جو اوپر بیان کر دی گئی۔

اسکے علاوہ عوام الناس میں استخارے کے اور بھی طریقے رائج ہیں جن میں مختلف وظیفے اور آیاتِ قرآنی کا ورد کیا جاتا ہے اور اسکے ذریعہ اپنے مقصد و ارادوں کے اشارے معلوم کئے جاتے ہیں۔ یہ سب باتیں نہ قرآنِ حکیم سے ثابت ہیں اور نہ احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکا ثبوت ہے اللہ تعالےٰ کی مرضی اور نامرضی معلوم کرنیکا صرف اور صرف ایک ہی ذریعہ ہے اور وہ قرآن و حدیث ہیں اسکے علاوہ سب کچھ اپنے اپنے اندازے اور خیالات ہیں۔

استخارے کے تعلق سے احادیث کے ذخیرہ میں یہی طریقہ نقل کیا گیا ہے جو ہم نے بیان کیا ہے اگر کسی بزرگ نے کسی کو کوئی اور استخارہ تعلیم کیا ہو۔ اور وہ طریقہ اسکو مفید ثابت ہوا تو یہ استخارہ نہیں ہے اور نہ اُسکی نقل کرنی درست ہے، اتباع تو صرف اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحابِ کرام ہی کی کرنی چاہئے اس میں عافیت ہے اور نجات بھی،

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ الآیۃ (احزاب: ۲۱)

(یقیناً تم لوگوں کیلئے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ذات بہترین نمونہ ہے۔)

سُورۂ اخلاص

قرآن حکیم کی یہ چھوٹی سورت جسکا نام "سُورۃُ الاخلاص" ہے اپنے معنی و مفہوم میں گویا ایک مستقل قرآن کی حیثیت رکھتی ہے، اس سورت میں اسلام کے اوّلین اور بنیادی عقیدے "توحید" کی دعوت دی گئی، اور اُسکا کامل ترین تصوّر پیش کیا گیا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اِس سُورت کو ایک تہائی قرآن قرار دیا ہے، (بخاری، مسلم، ترمذی، ابُوداؤد)

جسکا صاف اور واضح مطلب یہی ہے کہ قرآنِ حکیم نے جس آخری دین کو پیش کیا ہے اُس کی بنیاد تین عقیدوں پر قائم ہے،

توحید ، رسالت ، آخرت

سُورۂ قُلْ ھُوَ اللہ میں چونکہ توحیدِ خالص کا بیان ہے، اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو ایک تہائی ⅓ قرآن کے برابر قرار دیا ہے، جو اپنے معنی ومفہوم کے لحاظ سے اسی حقیقت کی جانب اشارہ ہے شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے سُورۂ اخلاص کی تفسیر میں ایک روایت نقل کی ہے، حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ شہر خیبر کے چند یہودی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور آپ سے اس طرح گفتگو کی اے ابُوالقاسم (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ نے فرشتوں کو نُور سے پیدا کیا اور آدم (علیہ السّلام) کو چکنی مٹی سے، اِبلیس کو آگ کے

شعلے سے، آسمان کو دھوئیں و بادل سے، اور زمین کو پانی کے جھاگ سے بنایا ہے، اب آپ یہ بتایئے کہ آپ جس خدا پر ایمان لانے کی دعوت دیتے ہیں وہ کس چیز سے بنا ہے۔؟

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سکوت اختیار فرمایا اور کوئی جواب نہیں دیا، کچھ دیر بعد جبرئیل امین نازل ہوئے اور فرمایا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ان لوگوں سے کہیے۔ قُلْ ھُوَ اللہُ اَحَدٌ الخ تب آپ نے ان کے سامنے پوری... سورت تلاوت فرمادی اور وہ لوگ واپس چلے گئے۔

اس طرح بعض اور روایات بھی نقل کی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مختلف اوقات یہودیوں کے علاوہ مکہ مکرمہ کے مشرکین بھی ایسا ہی سوال کیا کرتے تھے، ان سب کے جواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسی سورت کی تلاوت فرمادیا کرتے تھے، سورت میں اللہ تعالیٰ کے ذاتِ عالی اور اس کی صفاتِ اعلیٰ کی جامع ترین وضاحت ہے،

ایک صحابی نماز کی ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد قل ہو اللہ احد الخ پڑھا کرتے تھے۔ دوسرے صحابی نے ان کے اس عمل پر ٹوکا اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی آپ نے اُن صحابی کو طلب فرمایا اور دریافت فرمایا کہ تم ایسا کیوں کرتے ہو ؟

اُن صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھ کو اس سورت سے بہت زیادہ محبت ہے۔

آپ نے ارشاد فرمایا تو پھر تم کو اِسکی محبت جنت تک پہنچا دیگی۔ (مسلم وبخاری)

حضرت ابو امامہ الباہلیؓ کہتے ہیں کہ جن دلوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تبوک میں قیام پذیر تھے۔ جبرئیل امین تشریف لائے اور فرمایا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم،

معاویہ بن معاویہ مُزنیؓ کے نمازِ جنازہ میں شرکت کیجئے (ان صحابی کا مدینہ منورہ میں انتقال ہوگیا تھا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میدان کی طرف تشریف لائے جبرئیل امین ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ تھے پھر انہوں نے اپنا دایاں بازو پہاڑوں پر رکھا تو وہ زمین کے برابر ہو گئے۔ پھر اپنا بایاں بازو زمین پر رکھدیا تو وہ پست ترین ہوگئی یہاں تک کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ نظر آنے لگے۔ (حضرت معاویہ مزنیؓ کا جنازہ سامنے ہوگیا) آپ نے اور جبرئیل امین اور فرشتوں نے نماز جنازہ ادا کی، فراغت کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل امین سے پوچھا معاویہ مزنیؓ کو یہ بلند مقام کیوں کر حاصل ہوا؟

جبرئیل امین نے کہا معاویہ مزنیؓ چلتے پھرتے، اُٹھتے بیٹھتے قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ الخ کی تلاوت کیا کرتے تھے۔

(الأذکار نووی ط ۲۶۶ وتفسیر ابن کثیرؒ تفسیر سورۃ الاخلاص فیہ معاویۃ بن معاویۃ اللیثیؓ)

سَیِّدُ الْاِسْتِغْفَارِ

استغفار کے معنی معافی طلب کرنا اور رحم کی درخواست کرنا، بندہ جب اللہ سے گناہوں کی معافی اور مغفرت طلب کرتا ہے تو ایسے عمل کو اسلامی زبان میں "استغفار" کہا جاتا ہے۔ انبیاء کرام کے علاوہ کون انسان ایسا ہے جس سے خطا، لغزش، نافرمانی اور گناہ نہ ہوتے ہوں؟ بھول وغفلت بھی خطا ہی کی ایک قسم ہے کم از کم اس تقصیر سے تو کوئی بھی خالی نہیں۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

کُلُّکُمْ خَطَّاءُوْنَ (الحدیث)

تم میں ہر ایک خطا کار ہے

خطا اگر ارادے اور اختیار سے ہو تو وہ گناہ اور نافرمانی قرار پاتی ہے اور اسی پر جزا وسزا کے فیصلے ہوتے ہیں صحابہ کرام اور تابعینِ عظام کا اس مسئلہ میں اتفاق ہے کہ گناہ کرنے کی صورت میں اللہ تعالیٰ چاہے تو سزا دے یا اپنے فضل وکرم سے معاف کردے، اللہ تعالیٰ پر کوئی چیز واجب نہیں ہے۔ اللہ کے نیک بندوں کی یہ صفت بیان کی گئی ہے جب اُن سے کوئی نامناسب بات سر ہو تو وہ فوری توبہ کرتے ہیں۔ اور پھر اُس خطا سے دُور بھی ہو جاتے ہیں۔

قرآنِ حکیم نے انبیاء کرام کے حالات میں اکثر یہ بات نقل کی ہے کہ جب کبھی اُن سے کوئی بھول یا غفلت ہوگئی وہ اللہ تعالیٰ کی جناب میں فوری رجوع ہوئے اور معافی اور مغفرت طلب کی ہے۔ توبہ اور استغفار انبیاء کرام کی سنّت اور انکا

پسندیدہ عمل تھا اللہ کے آخری نبی و رسول حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت میں یہ عمل اتنی کثرت سے ملتا ہے جسکا ہم اندازہ کر نہیں پاتے آپ ارشاد فرماتے ہیں اے لوگو اللہ کی جناب میں بار بار توبہ کرو میں خود ہر روز سَتّر سے زائد مرتبہ توبہ کرتا ہوں۔ (بخاری)

آپ کا یہ ارشاد بھی نقل کیا گیا ہے کہ جس نے استغفار لازم کر لیا اللہ تعالےٰ نے اس کے لئے ہر غم سے نجات اور ہر تنگی سے فراخی کا سامان پیدا کر دیا۔ اور ایسے مقام سے اسکو رزق دیا۔ جہاں اُسکا گمان بھی نہ تھا۔ اللہ کے آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوم کو اس طرح خطاب فرمایا : (ابوداؤد)

اور تم لوگ اپنے گناہ اپنے رب سے معاف کرواؤ پھر اسکی طرف متوجہ رہو وہ تم کو موت تک پسندیدہ زندگی عنایت کریگا۔ (ہود : ۳)

سیدنا نوح علیہ السّلام نے بھی اپنی قوم کو اسی طرح مخاطب کیا۔

(اے قوم) تم اپنے پروردگار سے گناہ معاف کرواؤ، بیشک وہ بڑا بخشنے والا ہے۔ کثرت سے تم پر بارش بھیجے گا اور تمہارے مال اور اولاد میں ترقی دیگا۔ اور باغات لگا دیگا اور تمہارے لئے نہریں بہا دیگا۔ (نوح : ۱۰، ۱۱)

سیّدنا ہود علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو اسی عنوان سے پکارا۔

اور اے میری قوم تم اپنے گناہ اپنے رب سے معاف کرواؤ پھر اس کی طرف متوجہ رہو۔ (یعنی عمل صالح کرتے رہو۔) وہ تم پر خوب بارشیں برسا دیگا۔ اور تم کو اور قوت دے کر تمہاری (موجودہ) قوت میں ترقی دیگا اور منہ نہ موڑو گنہگار ہو کر۔

(ہود : ۵۲)

قرآنِ حکیم کی انہی ہدایات کی روشنی میں سیّدنا عمر بن الخطاب رضؓ صحابہ کیساتھ ایک دفعہ نمازِ استسقاء اور دعا کرنے نکلے میدان سے صرف استغفار کر کے واپس

لوٹ گئے لوگوں نے کہا امیر المومنین آپ نے بارش کے لئے دُعا نہیں کی ؟ فرمایا میں نے آسمان کے دروازہ کو کھٹکھٹا دیا ہے،

پھر سورۂ نوح کی وہ آیات پڑھی جس میں استغفار کرنے پر بارش نازل کرنیکا وعدہ ہے۔

امام حسن بصریؒ کی مجلس میں ایک شخص نے موجودہ زمانے کی خشک سالی کی شکایت کی آپ نے فرمایا کہ استغفار کرو بارش ہوگی، ایک دوسرے شخص نے افلاس اور تنگ دستی کی شکایت کی، ایک اور نے کہا کہ میرے ہاں اولاد نہیں ہوتی ؟ کسی نے کہا میری زمین کی پیداوار کم ہو رہی ہے ؟ ——— امام حسن بصریؒ نے ہر ایک کو یہی جواب دیا کہ توبہ و استغفار کریں سب حاجات پوری ہونگی، ——— حاضرین کے تعجب کرنے پر فرمایا کہ اللہ کا کلام بھی یہی جواب دیتا ہے پھر آپ نے سورۂ نوح کی مذکورہ بالا آیات تلاوت کیں۔ (نوح : ۱۰، ۱۱) (کشاف)

حقیقت یہ ہے کہ توبہ و استغفار ایک ایسا عمل ہے جس سے اللہ کا فضل و کرم متوجہ ہو جاتا ہے۔ اور مصائب و مشکلات دور ہو جاتے ہیں۔ لیکن عام لوگوں نے توبہ و استغفار کی حقیقت نہ سمجھی جس کی وجہ سے اُن ثمرات کو نہ پایا۔ جو توبہ اور استغفار پر مرتّب ہوا کرتے ہیں، جیسا کہ بیان کیا گیا استغفار کے معنی معافی چاہنا، رحم کی درخواست کرنا ہے جس کے مفہوم میں ندامت و شرمندگی، عزم و ارادہ، اور ترکِ گناہ شامل ہیں گویا استغفار کرنیوالا اپنے رب کے آگے گناہ و نافرمانی پر دلی ندامت و شرمندگی کیساتھ معافی طلب کرتا ہے اور آیندہ کیلئے عزم و ارادہ کرتا ہے کہ پھر کبھی ایسا گناہ نہیں کریگا۔ ایسے سچّے عزم و ارادہ اور حقیقی ندامت و شرمندگی کے ساتھ جو استغفار ہوگا، وہ سچّا و کامل استغفار ہوگا جس پر معافی اور درگزر کا وعدہ کیا گیا ہے اور جس کے ثمرات دنیا و آخرت میں

پورے پورے طور پر ملتے ہیں۔

قرآن و حدیث کے مطالعہ سے استغفار کی یہی تعریف معلوم ہوتی ہے' اسی بنا پر اہلِ علم حضرات نے سچے استغفار کے تین ارکان بیان کئے ہیں۔

اوّل گناہ سے فوری علیحدہ ہو جانا ـــــ دوؔم اللہ کے حضور دلی ندامت و شرمندگی کرنا ـــــ سوؔم آیندہ نہ کرنے کا کامل عزم وارادہ کرنا' یہ تینوں ارکان سچے استغفار کیلئے واجب و ضروری ہیں ان میں کسی ایک رکن کے بھی نہ پائے جانے پر استغفار ناقص قرار پاتا ہے۔

توبہ کے اِن ارکانِ ثلاثہ کے عِلاوہ زبان سے بھی استغفار کرنا مستحب ہے قرآن و حدیث میں استغفار کے بہت سارے کلمات ہیں سب کے سب بہترین استغفار شمار کئے جاتے ہیں' قرآنِ حکیم کا سب سے بہتر اور اعلیٰ استغفار سیدنا یونس علیہ السلام کا استغفار ہے جسکو انہوں نے مچھلی کے پیٹ میں پڑھا جبکہ مچھلی نے اُن کو اپنا لقمہ بنا لیا تھا۔ وہ استغفار یہ ہے'

لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ۔

(سُورۃ الانبیاء: ۸۷)

اور احادیث کے ذخیرے میں سب سے بڑا استغفار وہ ہے جسکو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے "سیّد الاستغفار" قرار دیا ہے:

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُکَ وَاَنَا عَلٰی عَھْدِکَ وَوَعْدِکَ مَا اسْتَطَعْتُ' اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَاصَنَعْتُ'

اَبُوْءُ لَکَ بِنِعْمَتِکَ عَلَیَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِیْ' فَاغْفِرْ لِیْ فَاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّآ اَنْتَ' (بخاری)

ترجمہ: اے اللہ آپ میرے پالنے والے ہیں آپکے سوا کوئی معبود نہیں

آپنے مجھ کو پیدا کیا ہے اور میں آپ کا بندہ ہوں۔

اور میں آپ کے عہد و پیمان پر حتی الامکان قائم ہوں' میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں۔ اُس شر سے جو میں نے کیا ہے۔ میں آپ کے اُس احسان کا اعتراف کرتا ہوں جو آپنے مجھ پر کیا ہے۔ اور اپنے اُس گناہ کا بھی اعتراف کرتا ہوں جو میں نے کیا ہے۔ پس آپ مجھے معاف کر دیجئے' کیونکہ آپ کے سوا اور کوئی گناہ معاف نہیں کرتا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ استغفار تعلیم فرما کر ارشاد فرمایا:

جو کوئی سچے دل سے دن میں یہ استغفار پڑھے گا پھر شام ہونے سے پہلے اُسکی موت آجائے تو وہ اہل جنت میں شمار ہوگا۔

اور جو کوئی سچے دل سے رات کو پڑھے گا پھر صبح ہونے سے پہلے پہلے اُس کی موت آجائے تو وہ (بھی) اہل جنت میں شمار ہوگا۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنْ اَصْحَابِ الْجَنَّۃِ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

✼✼✼✼✼✼✼✼✼✼✼

میزانِ عدل میں گراں وزن نیکیاں

اللہ کا ذکر خواہ کسی بھی لفظ سے کیا جائے بہت بڑی سعادت ہے اگر اسی ذکر کو قرآن وحدیث کے کلمات سے ادا کیا جائے تو ایسا ذکر بہت بڑی شان اور عظمت والا ہو جاتا ہے، اور اسکا وزن ہر اُس ذکر سے بڑھ جاتا ہے، جو اپنے طور پر کیا گیا تھا،

اللہ کا یہ بڑا فضل وکرم ہے کہ اُس نے اپنی یاد کے طور طریقے بندوں کو خود تعلیم کئے ہیں۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مزید احسان ہے کہ آپ نے اپنی امت کو وہ سب کچھ تلقین فرما دیا جو اللہ تعالیٰ کو محبوب اور پسندیدہ تھا،

آپ پڑھ چکے ہیں کہ قیامت کے دن میدانِ حشر میں انصاف کی ترازو قائم کی جائے گی اور انسان کی ہر چھوٹی بڑی نیکی وزن کی جائیگی، اور اسی وزن کے مطابق جنّت کی نعمتیں اور درجات عطا کئے جائینگے۔

احادیثِ رسول میں ذکر اللہ کے ایسے چند ایک کلمات ملتے ہیں جو اپنی ذات میں مختصر ہونے کے باوجود معنی ومفہوم میں عظیم الشان وزن رکھتے ہیں ایسے کلمات "میزانِ عدل" میں نیکیوں کے پہاڑ ثابت ہونگے، اُن میں سے چند کلمات یہ ہیں۔

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

كَلِمَتَانِ خَفِيفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ثَقِيلَتَانِ فِي الْمِيزَانِ حَبِيبَتَانِ إِلَى الرَّحْمٰنِ، "سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيمِ" (بخاری ومسلم)

ترجمہ: دو کلمے زبان پر نہایت ہلکے ہیں (لیکن) میزانِ عدل میں بھاری اور وزنی ہیں، اللہ تعالیٰ کو بہت پسند (بھی) ہیں، "سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهٖ، سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيمِ" (اللہ ہر عیب سے پاک ہے اور ہر تعریف اللہ ہی کے لائق ہے، پاک ہے وہ اللہ جو عظمت والا ہے)

سیّدہ جویریہؓ امّ المومنین بیان کرتی ہیں کہ ایک دن نماز پڑھ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے حجرے سے علی الصبح نکلے اور میں اپنے مصلّے پر ہی بیٹھی رہی آپ اشراق کے بعد تشریف لائے اور دریافت فرمایا کیا تم اُس وقت سے اب تک اسی جگہ بیٹھی رہی ہو؟ میں عرض کی ہاں! (میں اللہ کا ذکر کرتی رہی) آپ نے ارشاد فرمایا، میں تم سے رخصت ہونے کے بعد چار کلمے تین تین مرتبہ پڑھے ہیں اگر ان چار کلمات کا وزن اُن کلمات سے کیا جائے جو تم نے اب تک پڑھے ہیں تو اِن چار کلمات کا وزن اُن پر بھاری ہوگا۔ (وہ چار کلمات یہ ہیں)

سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهٖ عَدَدَ خَلْقِهٖ، وَرِضَا نَفْسِهٖ وَزِنَةَ عَرْشِهٖ، وَمِدَادَ كَلِمَاتِهٖ (مسلم، ترمذی)

ترجمہ: اللہ کی تسبیح اور اُس کی تعریف کرتا ہوں، اُس کے مخلوقات کے عدد کے برابر، اور اتنی بڑی مقدار میں کہ اللہ راضی ہو جائے اور اسی کے عرش کے وزن کے برابر اور اسی کے کلام کی مقدار کے برابر)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں صرف ایک ہی حج ادا فرمایا ہے۔ یہی حج آپ کا پہلا اور آخری حج کہلاتا ہے اس حج اکبر میں آپ کے ساتھ ایک

لاکھ سے زائد صحابۂ کرام شریک تھے، آپ نے عرفہ کے دن میدانِ عرفات میں اپنے اصحاب سے فرمایا۔

میں نے اور مجھ سے پہلے تمام نبیوں نے اللہ کی حمد و ثنا میں اس سے بہتر اور کوئی تسبیح نہیں پڑھی ہے۔۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ، لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ

وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْرٌ (بخاری، مسلم)

یعنی اللہ کی حمد و ثنا میں اس سے بہتر اور کوئی تعریف نہیں کی گئی یہ تعریف سارے نبیوں اور رسولوں کی زبان سے ادا ہوئی ہے اس لحاظ سے اس حمد کی شان وعظمت انسانی قیاس و اندازوں سے بالاتر ہو جاتی ہے حج کے دن۔ میدانِ عرفات میں لاکھوں حاجی یہی حمد و ثنا پڑھتے ہیں احادیثِ رسول میں بھی اس تسبیح کی تلقین پائی جاتی ہے اسی حدیث میں یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ جو کوئی دن میں سو مرتبہ یہ تسبیح پڑھے اسکو دس غلام آزاد کرنیکا ثواب ملیگا اور سو نیکیاں لکھی جائیں گی اور سو گناہ معاف کردیئے جائیں گے اور اس کی شام تک شیطان سے حفاظت رہیگی اور نیکیوں میں کوئی دوسرا شخص اسکے برابر نہ ہوگا مگر وہ شخص جو اس سے زیادہ تسبیح پڑھے۔ (بخاری ومسلم)

حضرت ابو موسٰی اشعریؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن مجھ سے فرمایا کیا میں تم کو جنّت کے خزانوں میں سے ایک خزانے کی رہنمائی نہ کروں؟

میں نے عرض کی کیوں نہیں یا رسول اللہ ضرور نشاندہی فرمایئے، آپ نے ارشاد فرمایا: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ

(بخاری ومسلم)

جنت اللہ کے فضل وکرم اور نعمتوں کے خزائن سے بھرپور ہے اسمیں ہر قسم کے آسائش وزیبائش اور راحتوں کے خزانے ہیں اور خزانے بھی ایسے جو فنا یا کم ہونے والے نہیں دُنیا کا ایک خزانہ ساری زندگی کے لئے کافی ہوجاتا ہے جو فانی بھی ہے اور ناقص بھی لیکن آخرت میں جنت کے لاتعداد خزانوں کی کیا شان ہوگی جو غیر فانی اور دائمی حیثیت رکھتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے ہی ایک غیر فانی خزانے کی رہنمائی فرمائی ہے جو جنّت کے خزائن میں ایک عظیم خزانے کی حیثیت رکھتا ہے اور وہ مذکورہ کلمہ ہے۔ جس کی تلاوت اور کثرت جنّت کے ایک خزانے کی ضمانت دیتی ہے مذکورہ کلمہ کا ترجمہ ، ور مطلب یہ ہے کہ

کائنات میں کسی بھی مخلوق کو نہ خیر وشر روکنے کی طاقت ہے اور نہ نفع ونقصان پہنچانے کی قوت ہے، سوائے اللہ کے،

یعنی اگر کسی کو کچھ مل رہا ہو تو وہ صرف اور صرف اللہ ہی کا فضل وکرم ہے، اور اگر نہ مل رہا ہو تو وہ بھی اللہ کے امر و منشا سے متعلق ہے ہونا نہ ہونا، ملنا نہ ملنا، نفع ونقصان، اچھا برا، کامیابی وناکامی، صحت وبیماری خوش حالی وبدحالی، موت وحیات غرض ہر چیز اللہ ہی کے فیصلے سے وابستہ ہے۔ کائنات کی کسی بھی چیز میں نہ ذاتی نفع ہے نہ نقصان، اللہ چاہتے ہیں تو نفع ڈال دیتے ہیں اور نقصان اُٹھا لیتے ہیں اور اگر چاہتے ہیں تو نقصان ڈال دیتے ہیں اور نفع اُٹھا لیتے ہیں۔

وَاِنْ یَّمْسَسْکَ اللّٰہُ بِضُرٍّ فَلَا کَاشِفَ لَہٗ اِلَّا ھُوَ

وَاِنْ یُّرِدْکَ بِخَیْرٍ فَلَا رَادَّ لِفَضْلِہٖ یُصِیْبُ بِہٖ مَنْ یَّشَآءُ

مِنْ عِبَادِہٖ (یونس: ۱۰۷)

ترجمہ: اگر تم کو اللہ کوئی تکلیف پہنچادے تو اُس کے سوا اور کوئی

دور کرنیوالا نہیں اور اگر وہ تم کو راحت پہنچانا چاہے تو اس کے فضل کا
کوئی ہٹانے والا نہیں، وہ اپنا فضل اپنے بندوں میں جس پر چاہے نازل
کر دے۔ اور وہ بڑی مغفرت بڑی رحمت والا ہے۔

ایک اور حدیث میں اسی کلمے لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ کو بَابٌ
مِّنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ جنت کے دروازوں میں ایک بڑا دروازہ کہا گیا ہے
(رواہُ احمد والطبرانی)

اور یہ حقیقت ہے کہ گھروں میں دروازے سے داخل ہوا کرتے ہیں اس
لحاظ سے یہ کلمہ جنت میں داخل ہونے کا سبب ہوگا۔

حضرت ابو ایوب انصاریؓ کی ایک روایت امام احمد اور ابن حبان
نے نقل کی ہے کہ جس رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوئی، آسمانوں پر
آپ کا گزر سیدنا ابراہیم علیہ السلام پر ہوا آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا
اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی اُمت کو فرمائیے کہ جنت کی شجر کاری کثرت سے
کیا کریں کیونکہ اُس کی زمین زرخیز اور نہایت کشادہ ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ
وسلم نے دریافت فرمایا۔

جنت کی شجر کاری کس طرح کی جائے؟

سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ ۔
(کثرت سے پڑھا کریں) (مسند احمد ج ۵ ص ۴۱۸)

حضرت ابن عمرؓ کی ایک روایت جسکو امام طبرانی نے نقل کی ہے اس
میں خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے۔ آپ نے ارشاد
فرمایا جنت کی شجرکاری کثرت سے کیا کریں کیوں کہ جنت کا پانی نہایت شیریں
اور اس کی مٹی بہت عمدہ ہے۔

آپ نے ارشاد فرمایا:

مَاشَآءَ اللّٰہُ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ

(کی کثرت رکھیں) اس کے قریب ایک روایت ترمذی ج۲ ص۱۸۱ میں عبداللہ بن مسعودؓ
سے مروی ہے جس کا ترجمہ یہ ہے۔

عبداللہ بن مسعود نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا کہ شبِ معراج میں
میری ملاقات حضرتِ ابراہیم علیہ السلام سے ہوئی تو حضرتِ ابراہیم نے فرمایا کہ اپنی
امت کو میرا سلام کہکر بتا دیجئے کہ جنت کی مٹی پاکیزہ اور پانی شیریں ہے۔ مگر وہ
چٹیل پڑی ہے اس کی شجرکاری سُبْحَانَ اللّٰہِ اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور لَا اِلٰہَ
اِلَّا اللّٰہُ اور اللّٰہُ اَکْبَرُ ہے۔

دن اور رات کی حفاظت

اَبانؓ بن عثمانؓ فرماتے ہیں میں نے اپنے والد حضرتِ عثمانؓ سے سنا ہے
وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کرتے تھے کہ جو کوئی صبح و شام تین
تین مرتبہ یہ کلمہ پڑھے گا اُس کو کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی،

بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ
وَلَا فِی السَّمَآءِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ

ترجمہ: اللہ کے نام سے برکت اور قوت حاصل کرتا ہوں، جس کے
نام کی برکت سے زمین اور آسمان کی کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی، اور
وہ خوب سننے والا جاننے والا ہے۔

حضرت ابانؓ بن عثمان جب یہ حدیث بیان کر رہے تھے مجلس
میں ایک شخص انکو تعجب سے دیکھ رہا تھا یہ اس لئے کہ حضرت ابانؓ مرض فالج میں

مبتلا تھے اس شخص کی یہ حالت دیکھکر حضرت ابانؒ نے فرمایا کیا دیکھ رہے ہو؟ جو حدیث میں نے بیان کی ہے وہ بالکل سچی ہے لیکن اللہ کی مرضی یہی تھی کہ میں فالج میں مبتلا ہو جاؤں اُس دن میں یہ دُعا پڑھنا بھول گیا تھا۔

(ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، حاکم)

عظیم فریاد

یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِیْثُ اَصْلِحْ لِیْ شَأْنِیْ كُلَّهٗ
وَلَا تَكِلْنِیْ اِلٰی نَفْسِیْ طَرْفَةَ عَیْنٍ۔

ترجمہ: (اے ہمیشہ ہمیشہ زندہ رہنے والے، اے زمین و آسمان اور تمام مخلوق کو قائم رکھنے والے تیری رحمت کے سہارے فریاد کرتا ہوں، تو میرے تمام حال درست کر دے اور مجھکو ایک لمحہ کیلئے بھی میرے نفس کے حوالہ نہ فرما)

فائدہ: کسی بھی ناگہانی مصیبت اور پریشانی کے وقت سجدے (خاص طور پر نفل نماز کے سجدے) میں یہ دُعا بار بار پڑھی جائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میدانِ بدر میں دشمنوں کی طاقتور یلغار اور اپنی بے سروسامانی و قلتِ تعداد سے فکرمند ہوکر ساری رات سجدہ میں یہی دعا پڑھی تھی شب کے آخری حصے میں سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے اللہ کی جناب میں آپ کی آہ وزاری و بیقراری کو دیکھا تو قریب آئے اور عرض کیا یارسول اللہ بس کیجئے اللہ آپ کو ضائع نہ کرے گا۔ یقیناً اپنا وعدہ ضرور پورا کریگا، اُٹھیے اور ہماری صفوں کو درست کیجئے،

الغرض: اس فریاد و آہ وزاری کے بعد میدانِ بدر کا نقشہ پلٹ گیا آپ اپنی چھپر (جھونپڑی) سے باہر تشریف لائے اور صدیقِ اکبرؓ کو یہ بشارت دی، "اے ابوبکرؓ تم کو مبارک ہو تمہارے پاس اللہ کی مدد آگئی ہے۔ یہ جبرئیل امین

اپنے گھوڑے کی لگام پکڑے کھڑے ہیں چہرے پر گرد وغبار کے آثار ہیں۔

(بخاری باب غزوۂ بدر)

كَفَّارَةُ الْمَجْلِسِ

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ
اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو کوئی ایسی مجلس میں بیٹھ گیا جس میں فضول اور لایعنی باتیں ہوگئیں اور وہ اُٹھنے سے پہلے (مذکورہ تسبیح) پڑھ لیا تو مجلس کی فضول اور بے ہودہ باتیں معاف ہوگئیں (ترمذی)

ظاہر بات ہے۔ ہماری کسی بھی بیٹھک میں ہنسی مذاق، دل آزاری، جھوٹ غیبت، حکایت، شکایت، بہتان، الزام، دل شکنی وغیرہ وغیرہ خدا جانے کتنے گناہ ہو جاتے ہیں بھول وغفلت کے علاوہ ارادۃً اور فخراً بھی ایسی باتیں بکثرت ہوتی ہیں اور افسوس تو یہ ہے کہ ان باتوں کو گناہ تک خیال نہیں کیا جاتا، یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کی کوئی مجلس اس عیب سے خالی نہیں ہوتی حالانکہ یہ سارے گناہِ کبائر (بڑے بڑے گناہ) شمار کیے گئے ہیں جو توبہ واستغفار کے بغیر معاف نہیں ہوتے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا احسان ہے کہ آپ نے اُمت کو اِس بلائے عظیم سے بچانے کیلئے "دُعائے مجلس" تلقین فرمائی جو کسی بھی مجلس سے اُٹھنے سے پہلے پڑھی جاتی ہے تاکہ یہ مجلس قیامت کے دن حسرت و ندامت کا ذریعہ ثابت نہ ہو جائے۔

اہل علم کا مشورہ ہے کہ یہ دُعا ہر مجلس کے اختتام پر پڑھ لی جائے چاہے وہ دینی و علمی مجلس ہی کیوں نہ ہو، انشاء اللہ ایسی مجلس ہر طرح خیر ہی خیر ثابت ہوگی، حدیث شریف میں اس دُعا کو کفّارۃ المجلس کہا گیا ہے۔

(مجلس کا معافی نامہ) (حاکم)

قبولیتِ دُعا کا ایک عظیم اعلان

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہر رات کے آخری حصّے میں اللہ تبارک وتعالیٰ آسمانِ دنیا پر نزول فرماتے ہیں اور اعلان کرتے ہیں کوئی ہے جو مجھ کو پکارے، میں اس کی پکار کا جواب دوں، کوئی ہے جو مجھ سے مانگے میں اسکو عطا کروں، کوئی ہے جو مغفرت طلب کرے میں اسکو معاف کروں، ایسے ہی ہر ہر قسم کا سوال فرماتے ہیں اور یہ اعلان صبح ہونے تک رہتا ہے۔ (بخاری ومسلم)

غریبوں کا خزانہ

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ مہاجرین صحابہ کی ایک غریب جماعت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کرنے لگی یا رسول اللہ مال و دولت والے بلند درجے اور جنّت کی بڑی بڑی نعمتیں حاصل کر لیئے (اور ہم محروم رہ گئے) آپ نے ارشاد فرمایا وہ کیسے ؟

کہنے لگے وہ بھی نماز پڑھتے ہیں، ہم بھی پڑھتے ہیں اور روزے رکھتے ہیں ہم بھی رکھتے ہیں اور وہ صدقہ خیرات کرتے ہیں اور ہم یہ کام نہیں کر سکتے اور وہ لونڈی غلام آزاد کرتے ہیں اور ہم میں یہ طاقت نہیں (کیوں کہ ہم غریب و

فقیر لوگ ہیں)

یہ سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیا تم کو میں ایسا عمل نہ بتلاؤں جس کے کرنے سے تم اُن لوگوں کے برابر ہو جاؤ جو درجے میں تم سے بڑھ گئے ہیں ؟ اور اپنے بعد والوں پر بھی تم بڑھ جاؤ اور کوئی تم سے افضل اور بلند درجہ نہ ہو سوائے اُس شخص کے جو تم جیسا عمل کرے مہاجرین کی غریب جماعت نے عرض کیا یا رسول اللہ ضرور ارشاد فرمایئے۔

آپ نے ارشاد فرمایا ہر فرض نماز کے بعد ۳۳ مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہ ۳۳ مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ ۳۳ مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَر کہہ لیا کریں، حدیث کے ایک راوی ابو صالح کہتے ہیں کہ (کچھ دن بعد) مہاجرین کی یہ جماعت پھر حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ ہمارے دولت مند بھائیوں نے بھی وہی عمل شروع کر دیا ہے جو ہم کر رہے تھے ؟ (پھر وہ ہم سے آگے بڑھ گئے) آپ نے ارشاد فرمایا :

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ

(یہ اللہ کا فضل و کرم ہے جسکو وہ چاہتے ہیں عطا کر دیتے ہیں) (بخاری ومسلم)

فائدہ : بعض روایات میں اَللّٰہُ اَکْبَر کا ۳۴ مرتبہ پڑھنا نقل کیا گیا ہے اس کے علاوہ مسلم شریف کی ایک روایت میں ۳۳ مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہ ۳۳ مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ ۳۳ مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَر کے بعد ایک مرتبہ

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ

الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

پڑھنا نقل کیا گیا ہے اور یہ خوشخبری بھی دی گئی ہے کہ اسکے پڑھنے سے اُسکے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اگرچہ سمندر کے جھاگ کے برابر کیوں نہ ہوں۔

ایک اور عظیم ضمانت

سیدہ خولہ بنت حکیمؓ جو حضرت عثمان بن مظعونؓ کی بیوی ہیں بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جو کوئی کسی نئی جگہ اُترے اور یہ دُعا پڑھ لے تو اُس کو وہاں سے واپسی تک کوئی چیز نقصان نہ پہنچائیگی۔ (مسلم)

اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ

نوٹ:۔ خاص طور پر سفر میں جس مقام پر بھی قیام کرے پہنچتے ہی یہ دُعا پڑھ لی جائے۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

حضرت ابوسعید خدریؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں سیدنا موسیٰؑ نے ایک مرتبہ اللہ سے درخواست کی: اے میرے پروردگار آپ مجھ کو ایسا کلمہ تلقین فرمائیں کہ میں اسکے ذریعہ آپ کو یاد کیا کروں، اور آپ کو پکارا کروں، اللہ تعالیٰ نے وحی نازل کی اور ارشاد فرمایا لا الٰہ الا اللہ پڑھا کرو۔

سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اے اللہ میں چاہتا ہوں کہ آپ ایسی بات تعلیم کریں جو خاص طور پر میرے لئے ہو (یعنی میری ذات کیلئے خاص ہو)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اے موسیٰ اگر ساتوں زمین اور ساتوں آسمان ترازو کے ایک پلڑے میں رکھ دیئے جائیں اور کلمہ لا الٰہ الا اللہ دوسرے پلڑے میں رکھدیا جائے تو کلمہ لا الٰہ الا اللہ کا پلڑا بھاری ہوجائیگا۔

(نسائی، ابن حبان، حاکم وقال صحیح الاسناد)

فائدہ: یہی کلمہ دین و ایمان کا رکن اعظم ہے اور اُس کی بنیاد بھی، اسی پر ایمان و کفر کا فیصلہ کیا جاتا ہے اور آخرت کی صلاح و فلاح بھی اسی کلمہ پر منحصر ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔۔۔۔۔ اپنے ایمان کو ہمیشہ تازہ کیا کرو۔

ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ایمان کو کس طرح تازہ کیا جاتا ہے؟

آپ نے ارشاد فرمایا "لا الٰہ الا اللہ" کثرت سے پڑھا کرو (احمد)

حضرت عبداللہ بن عمروؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن میری امت کے ایک شخص کو حشر کے تمام انسانوں کے سامنے پیش کرینگے اور اس کے گناہوں کے ننانوے دفتر بھی حاضر کئے جائیں گے ہر ایک دفتر حدِ نظر تک طویل و عریض ہوگا۔

پھر اس گنہگار سے اللہ تعالیٰ دریافت کریں گے کیا ان میں سے کسی گناہ کا تجھ کو انکار ہے؟ اور کیا گناہوں کے لکھنے والے فرشتوں نے لکھنے میں زیادتی تو نہیں کی؟

وہ کہیگا اے میرے پروردگار ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ اُس سے دریافت فرمائینگے کیا تیرے پاس ان گناہوں کا کوئی عذر وغیرہ ہے؟

وہ کہیگا نہیں میرے پروردگار ایسا کوئی عذر بھی نہیں ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ خود ارشاد فرمائینگے ہاں ہمارے ہاں تیری ایک نیکی محفوظ ہے۔ اور آج ظلم کا کوئی اندیشہ نہیں، پھر ایک چھوٹا سا کاغذ نکالا جائے گا۔ جسمیں،

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ لکھا ہوا ہوگا۔

(یہ اس گنہگار کی وہ نیکی تھی جس نے سچے دل سے توحید و رسالت کا اقرار کیا تھا)

پھر اللہ تعالیٰ فرمائینگے اس کاغذ کا وزن کرو ؟ وہ گنہگار کہیگا اے میرے پروردگار گناہوں کے اِن ننانوں دفتروں کے مقابلے میں اس کاغذ کا کیا وزن ہوگا؟ اللہ تعالیٰ جواب دینگے آج تجھ پر ذرا بھی ظلم نہ ہوگا، پھر اسکے گناہوں کے ننانوے دفتر میزانِ عدل کے ایک پلڑے میں رکھدیئے جائینگے اور وہ چھوٹا سا کاغذ دوسرے پلڑے میں رکھا جائے گا، اچانک ننانوں دفتر ہلکے ہوجائینگے اور وہ چھوٹا سا کاغذ بھاری اور وزنی ثابت ہوگا (اس طرح اس کی نجات ہوجائے گی) اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ واقعہ بیان فرماکر ارشاد فرمایا اللہ کے نام سے زیادہ وزنی کوئی چیز نہیں ہوسکتی۔

(ترمذی، ابن ماجہ، حاکم وقال صحیح علیٰ شرطِ مسلم)

یہ حقیقت بھی پیشِ نظر رہے کہ میزانِ عدل میں نیکیاں شمار نہیں کی جائینگی بلکہ وزن کی جائینگی یعنی یہ نہیں دیکھا جائیگا کہ نیکیوں کی مقدار اور تعداد کیا ہے۔ بلکہ نیکیوں کا وزن کیا جائیگا جس کی نیکی کا وزن زیادہ ہوگا وہی غالب و بھاری ہوجائیگی خواہ وہ نیکی مختصر سی کیوں نہ ہو، قیامت کے دن اعمال کا وزنی اور بھاری ہونا دو شرطوں سے وابستہ ہے۔

"اخلاص اور سنتِ رسول ﷺ کے مطابق"

جو عمل ان دونوں سے یا کسی ایک سے بھی خالی یا ناقص ہو، وہ بے وزن اور بے حقیقت ہونگے چاہے ان کی تعداد ریت کے برابر ہوں یا پہاڑوں جیسے بلند و بالا صورت و شکل کے ہوں۔ (سورۂ کہف: ۱۰۵)

اہل وعیال کی حفاظت کا نبوی نسخہ

طلق بن حبیب رح کہتے ہیں کہ ایک شخص حضرت ابو درداءؓ صحابی رسول کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا اے ابو درداءؓ آپکے مکان کو آگ لگ گئی ہے۔

حضرت ابو درداءؓ نے فرمایا ایسا ہو نہیں سکتا، اور نہ اللہ تعالیٰ ایسا ہونے دینگے کیونکہ میں نے رسول اللہ علیہ وسلم سے ایسے چند کلمات سنے ہیں جنکو صبح وشام پڑھنے والا کسی بھی مصیبت میں گرفتار نہیں ہوسکتا (اور میں نے آج صبح وہ کلمات پڑھ لیے تھے) وہ شخص چلا گیا، کچھ دیر بعد وہی شخص یا دوسرا شخص آیا اور کہنے لگا اے ابو درداءؓ اپنے گھر کی خبر لیجئے وہ جل گیا ہے حضرت ابو درداءؓ کہنے لگے میرا گھر جل نہیں سکتا کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے جو کوئی صبح کے وقت یہ کلمات پڑھ لے گا شام تک اس کے جان و مال اور اہل وعیال میں کوئی مصیبت یا آفت نہیں آئے گی اور میں نے آج صبح یہ کلمات پڑھ لیئے ہیں اس شخص نے کہا تو پھر گھر چلئے، حضرت ابو درداءؓ اٹھے دیگر لوگ بھی آپکے ساتھ چلے جب گھر کے قریب پہنچے تو سب نے دیکھا کہ حضرت ابو درداءؓ کے مکان کے اطراف سب مکانات جل چکے ہیں صرف آپ کا مکان صحیح وسالم تھا۔ (کتاب ابن السنی۔ الاذکار نووی)

وہ عظیم دُعا یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّيْ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ، عَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَاَنْتَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ، مَاشَاءَ اللّٰهُ كَانَ، وَمَا لَمْ يَشَأْ لَمْ يَكُنْ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ، اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، وَاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ، وَمِنْ شَرِّ كُلِّ دَابَّةٍ
اَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِیَتِھَا، اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ،

دُعا سیّدنا موسیٰ علیہ السّلام

حضرت حسن بصریؒ کہتے ہیں کہ ایک دن حضرت سمرہ بن جندبؓ نے مجھ سے فرمایا کیا میں تم کو وہ حدیث بیان نہ کروں جسکو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور حضرت ابو بکر رضؓ صدیق سے اور حضرت عمر بن الخطابؓ سے بارہا سُنی ہے ؟

میں عرض کیا ضرور بیان فرمایئے، پھر آپؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی صبح وشام یہ کلمات پڑھے اس کے بعد جو بھی دُعا مانگے ضرور قبول ہوگی۔

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ، وَاَنْتَ تَھْدِیْنِیْ، وَاَنْتَ تُطْعِمُنِیْ
وَاَنْتَ تَسْقِیْنِیْ، وَاَنْتَ تُمِیْتُنِیْ، وَاَنْتَ تُحْیِیْنِیْ۔

(اے اللہ آپ نے ہی مجھ کو پیدا کیا ہے اور آپ ہی نے سیدھا راستہ دکھلایا ہے اور آپ ہی مجھ کو کھلاتے ہیں اور آپ ہی مجھکو پلاتے ہیں اور آپ ہی مجھکو موت دینگے اور آپ ہی مجھکو زندہ کرینگے۔ (قیامت کے دن)
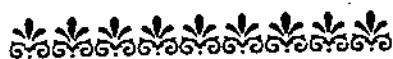
حضرت سمرۃ بن جندبؓ یہ بھی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن سلامؓ (تورات وانجیل کے بہت بڑے عالم جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر ایمان لائے تھے) سے ملاقات کی اور اُن سے کہا کیا میں آپ کو وہ حدیث بیان نہ کروں جسکو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ سے بارہا سُنی ہے ؟ حضرت عبداللہ بن سلامؓ نے فرمایا :

ضرور بیان کیجئے۔

حضرت سمرہ بن جندبؓ نے مذکورہ بالا حدیث بیان کی، اس پر حضرت عبداللہ بن سلامؓ نے فرمایا میرے ماں باپ رسول اللہ علیہ وسلم پر قربان ہوں آپ نے ایسے ہی ارشاد فرمایا ہے۔ دراصل یہ کلمات اللہ تعالیٰ نے سیدنا موسیٰ علیہ السّلام پر وحی کئے تھے اور آپؑ سات مرتبہ اِن کلمات کو پڑھ کر ہر روز دُعا کیا کرتے اور جو بھی مانگا کرتے اللہ تعالیٰ آپ کو عطا فرما دیتا تھا۔

(رواہ الطبرانی باسناد حسن مختصر الترغیب والترھیب ابن حجرؒ)

مصائب اور مشکلات کے وقت

(١) حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی بھی اندیشے اور بے قراری کے وقت یہ کلمات دُہرایا کرتے تھے۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْعَظِیْمُ الْحَلِیْمُ

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمُ

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَرَبُّ

الْاَرْضِ رَبُّ الْعَرْشِ الْکَرِیْمِ۔

(بخاری مسلم) الاذکار' نووی

(٢)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ وسلم کو جب کوئی چیز بے چین کر دیتی تو آپ کی زبانِ مبارک سے یہ کلمات جاری ہوتے تھے،

یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ بِرَحْمَتِکَ اَسْتَغِیْثُ

(ترمذی) الاذکار

(٣)

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی بات فکر میں ڈال دیتی تو آپ آسمان کی جانب سر اٹھا کر یہ کلمات کہا کرتے تھے،

سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ

اور جب آپ دُعا کرنے میں ہمہ تن مشغول ہو جاتے تو آپ کی زبانِ مبارک سے یہ کلمہ جاری ہوتا،

یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ (ترمذی) الاذکار

(٤) حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو خاص طور پر ان کلمات کی تلقین فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ جب کسی مصیبت یا پریشانی میں مبتلا ہو جائیں تو یہ کلمات پڑھ لیا کریں۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْکَرِیْمُ الْعَظِیْمُ

سُبْحٰنَہٗ تَبَارَکَ اللّٰہُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

حضرت جعفر طیارؓ کے صاحبزادے عبداللہؓ بھی ان کلمات کی تاکید فرمایا کرتے تھے اور ان کلمات کو پڑھ کر بخار والے پر پھونکتے یا کرتے تھے اور اپنی لڑکیوں کو بھی تلقین کیا کرتے تھے جو اپنے خاندان کے علاوہ دوسرے خاندانوں میں بیاہی گئی تھیں (شاید یہ اس لئے کہ غیر خاندان میں اندیشے زیادہ ہوا کرتے ہیں)

(الاذکار نووی: ص ١١١)

سیدنا علیؓ سے ایک روایت یہ بھی منقول ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے ارشاد فرمایا اے علیؓ کیا میں تم کو چند ایسے کلمات نہ بتاؤں جس کو پڑھنے سے آدمی ہلاکت اور سخت اندیشہ سے محفوظ ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر قسم کی مصیبت کو دور کر دیتے ہیں؟

میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ ضرور تعلیم فرمائیے۔ آپ نے ارشاد فرمایا جب تم کسی سخت مصیبت میں مبتلا ہو جاؤ تو یہ کلمات پڑھ لیا کرو۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا

بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ

(الاذکار نووی)

(٥)

سیدہ اسماء بنت عمیسؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

مجھ سے ارشاد فرمایا کیا میں تم کو ایسے کلمات نہ بتاؤں جنکو تم بیقراری کے وقت پڑھ لیا کرو ؟ وہ کلمات یہ ہیں۔

اَللّٰہُ اللّٰہُ رَبِّیْ لَا اُشْرِکُ بِہٖ شَیْئًا

(ابوداؤد، ابن ماجہ) الاذکار

(۷)

حضرت عمرو بن شعیب (عن ابیہ عن جدہ) نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کو خوف اور گھبراہٹ کے وقت یہ کلمات پڑھنے کی تاکید فرمایا کرتے تھے اور حضرت عبداللہ بن عمرو صحابی رسول اپنے سمجھدار بچوں کو بھی اسکی تعلیم فرمایا کرتے تھے اور جو بچے ناسمجھ یا بہت چھوٹے ہوتے یہ کلمات لکھ کر اسکی تعویذ گلے میں ڈال دیا کرتے تھے۔ (ترمذی) الاذکار ص۱۱۲

اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّۃِ مِنْ غَضَبِہٖ وَعِقَابِہٖ وَشَرِّ عِبَادِہٖ

وَمِنْ ھَمَزَاتِ الشَّیٰطِیْنِ وَاَنْ یَّحْضُرُوْنِ

(۸)

حضرت ابوموسیٰ اشعری فرماتے ہیں کہ جب کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی قوم یا جماعت سے خوف یا اندیشہ ہوتا تو آپ یہ کلمات پڑھا کرتے تھے۔ (ابوداود، نسائی)

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُ بِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ

(۹) حضرت ابوسعید خدری فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں داخل ہوئے تو ایک انصاری صاحب کو جنکا نام ابوامامہ تھا مسجد میں بیٹھے دیکھا، ارشاد فرمایا اے ابوامامہ کیا بات ہے میں تم کو بے وقت مسجد میں بیٹھے دیکھ رہا ہوں ؟

ابوامامہ نے عرض کیا یا رسول اللہ تفکرات اور بہت سارے قرضوں

نے مجھ کو پریشان کر دیا ہے اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے ابوامامہ میں تم کو ایسی دعا نہ بتلاؤں اگر تم اسکو پڑھا کرو تو تمہاری فکر دور ہو جائیگی اور تمہارا قرضہ ادا ہو جائیگا۔ ابوامامہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ضرور ارشاد فرمایئے، ـــــ آپ نے ارشاد فرمایا صبح و شام یہ دعا پڑھ لیا کرو۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْھَمِّ وَالْحُزْنِ وَاَعُوْذُ

بِکَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْکَسَلِ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ

وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ غَلَبَۃِ الدَّیْنِ وَقَھْرِ الرِّجَالِ۔

ابوامامہ فرماتے ہیں کہ میں نے یہ دعا پڑھنی شروع کی تو اللہ تعالیٰ نے میرے تفکرات کو دور کر دیا اور قرضے بھی ادا ہو گئے

(۱۰) (ابوداؤد)

حدیث قدسی (حدیث کی ایک اعلیٰ قسم) میں یہ مضمون ملتا ہے کہ جب کسی مسلمان کا بچہ فوت ہو جاتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے اسی طرح خطاب فرماتے ہیں، تم نے میرے بندے کے بچے کی روح قبض کر لی ؟ (اللہ تبارک وتعالیٰ کو اسکا پورا پورا علم ہے) فرشتے جواب دیتے ہیں جی ہاں اے پروردگار پھر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں تم نے میرے بندے کے دل کا پھول توڑ لیا ؟ فرشتے عرض کرتے ہیں جی ہاں، پھر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میرے بندے نے اس مصیبت پر کیا کہا ؟ فرشتے عرض کرتے ہیں، اے پروردگار اس بندے نے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ اور اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں میرے اس بندے کیلئے جنت میں ایک محل تعمیر کر دو اور اسکا نام "بَیْتُ الْحَمْدِ" (قصر حمد) رکھو۔ (حصن حصین)

(۱۱)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

جس کسی نے ایسے مریض کی عیادت کی جس کی اس مرض میں موت مقدر نہ ہوچکی ہو اور اسکے قریب بیٹھ کر یہ دُعا سات مرتبہ پڑھی جائے تو اللہ تعالیٰ اس مرض سے اسکو نجات دیدینگے۔

اَسْاَلُ اللّٰہَ الْعَظِیْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اَنْ یَّشْفِیَکَ

(ابوداؤد، ترمذی) الاذکار

(۱۲)

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تین آدمیوں کی دُعائیں مقبول ہیں جس میں کوئی شک نہیں،

- مظلوم کی دُعا (مظلوم ایسا شخص جس پر ظلم کیا گیا ہو)
- مسافر کی دُعا۔
- باپ کی دُعا، (اولاد کیلئے) (ترمذی، ابوداؤد) الاذکار

(۱۳)

جب کوئی مصیبت پیش آجائے یا کوئی معاملہ پیچیدہ ہوجائے اور نجات کی کوئی صورت نظر آتی نہ ہو ایسے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دُعا پڑھنے کی تلقین فرمائی ہے۔

اَللّٰھُمَّ لَا سَھْلَ اِلَّا مَا جَعَلْتَہٗ سَھْلًا،
وَاَنْتَ تَجْعَلُ الْحَزْنَ اِذَا شِئْتَ سَھْلًا

(الاذکار) نوویؒ

(۱۴)

حضرت سیدنا علیؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص میرے پاس آیا اور عرض کیا میں

اپنا قرض ادا کرنے سے عاجز آگیا ہوں براہِ کرم میری مدد فرمائیے،
(آپ نے فرمایا) کیا میں تم کو وہ دُعا نہ بتلاؤں جو مجھ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم کی ہے؟ اگر تجھ پر احد پہاڑ برابر بھی قرض ہوگا تو اللہ تعالیٰ اُسکا انتظام فرمادینگے۔ وہ دُعا یہ ہے۔

اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْ بِحَلَالِکَ عَنْ حَرَامِکَ، وَاَغْنِنِیْ
بِفَضْلِکَ عَمَّنْ سِوَاکَ۔ (ترمذی)

دسترخوان کی بے برکتی

حضرت حذیفہ بن الیمانؓ فرماتے ہیں کہ جب کبھی ہم لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دسترخوان پر ہوتے تو آپکے ابتدا کرنے سے پہلے ہم کھانا شروع نہیں کرتے تھے جب آپ ابتداء فرماتے تو ہم لوگ شروع کرتے تھے۔ ایسے ہی ایک دن ہم لوگ آپکے ساتھ شریک دسترخوان تھے۔ ایک کم عمر لڑکی اچانک آگئی گویا وہ دسترخوان پر ہاتھ مارنے والی ہے میں نے اُسکو شریک طعام کرنا ہی چاہا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس لڑکی کا ہاتھ تھام لیا، پھر ایک دیہاتی نوجوان آیا گویا وہ بھی دسترخوان پر ٹوٹ پڑنے والا ہی تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ وسلم نے اسکا بھی ہاتھ پکڑ لیا پھر آپ نے ارشاد فرمایا،

شیطان کی یہ کوشش تھی کہ تمہارے کھانے پر اللہ کا نام لیا نہ جائے تاکہ وہ طعام اسکے لئے حلال ہوجائے اس لئے وہ پہلے تو کم عمر لڑکی کی شکل میں آیا تاکہ اسکے ذریعہ اپنے لئے کھانا حلال اور جائز کرلے میں نے اُس لڑکی کا ہاتھ پکڑ لیا پھر وہ دوبارہ دیہاتی کی شکل میں آیا کہ اُسکے ذریعہ اپنے لئے کھانا حلال و جائز کرلے میں نے اُسکا بھی ہاتھ پکڑ لیا (یہ اس لئے کہ کھانا بغیر بسم اللہ

کے شروع نہ کیا جائے) اُس ذات کی قسم جسکے دستِ قدرت میں میری جان
ہے (یعنی اللہ تعالیٰ کی قسم) شیطان کا ہاتھ اسوقت میرے ہاتھ میں ہے۔
پھر آپ نے کھانے پر بسم اللہ کہی اور تناول فرمایا۔ (صحیح مسلم)

احادیث میں یہ وضاحت بار بار آئی ہے کہ جس کھانے پر بسم اللہ پڑھی
نہیں جاتی اس طعام میں شیطان بھی شریک ہو جاتا ہے اور کھانے کی برکت ختم
ہو جاتی ہے۔ اور وہ کھانا پاک نہیں رہتا، اور شیطان کی یہ کوشش رہتی ہے کہ
مسلمان کا کھانا پینا بے برکت اور ناپاک ہو جائے کیونکہ وہ خود ناپاک اور
بے برکت ہے۔ اس لئے وہ چاہتا ہے کہ اللہ کا پاک نام لیئے بغیر کھانا پانی
استعمال ہو جائے تاکہ اس خبیث کا حصہ بھی اس میں شامل ہو جائے اور یہ
حقیقت ہے کہ جس چیز میں بھی اللہ کا نام اور اسکی برکت شامل ہو جائے شیطان
مردود اس سے دور ہو جاتا ہے اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں
کو ہدایت فرمائی ہے کہ کسی بھی چیز کے کھانے پینے سے پہلے بسم اللہ پڑھی جائے
یا وہ دعائیں جو احادیث میں بیان کی گئیں ہیں، اس سے کھانے پینے میں نور اور
برکت ہو جاتی ہے جسکے نتیجے میں عبادات سے رغبت اور گناہوں سے نفرت
کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

حضرت اُمیّہ بن مخشی رضی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف
فرما تھے ایک شخص بغیر بسم اللہ پڑھے کچھ کھا رہا تھا جب اسکے طعام میں ایک
لقمہ باقی رہ گیا اسکو بسم اللہ کہنا یاد آیا اس نے اُس آخری لقمہ پر بسم اللہ اولہٗ
وآخرہٗ کہدیا، اس عمل پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے پھر ارشاد فرمایا:
شیطان بھی اسکے ساتھ شریکِ طعام ہو گیا تھا جب اس شخص نے اللہ کا نام لیا
تو وہ جو کچھ کھا چکا تھا۔ اس کی قئے کرنے لگا۔ (کیونکہ ناپاک کو ناپاک غذا

ہی ہضم ہوتی ہے پاک اور حلال غذا ہضم نہیں کرسکا) (ابو داؤد، نسائی)

یاد رکھیئے!

کھانے پینے پر بسم اللہ پڑھنے کی جو ترغیب دی گئی اس بارے میں یہ وضاحت
ضروری ہے کہ احادیث میں جہاں کہیں بھی بسم اللہ پڑھنے کا تذکرہ ملتا ہے اس
سے پوری بسم اللہ الرحمٰن الرحیم مراد ہے اہل تحقیق علماء نے ایسے ہی لکھا ہے۔
کیونکہ بعض روایات میں پوری بسم اللہ الرحمٰن الرحیم مذکور ہے۔
اگر کسی نے صرف "بسم اللہ" ہی کہدیا تب بھی سنت ادا ہو جائیگی۔ اگر
اجتماعی طور پر تناول طعام کیا جا رہا ہو تو ہر شخص کو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہنا
افضل ہے لیکن اگر ایک شخص نے بسم اللہ پڑھ دی تو سب کی طرف سے
سنت ادا ہو جائے گی۔ جیسا کہ سلام یا چھینک کا جواب ایک شخص کے دینے
پر سب کی طرف سے سنّت ادا ہو جاتی ہے۔ (الاذکار: ۲۰۷)

عذاب قبر سے حفاظت

حضرت ابن عباس رضی فرماتے ہیں کہ ایک صحابی رضی نے لاعلمی سے ایک
قبر پر اپنا خیمہ لگا دیا انہیں اس بات کی خبر نہ تھی کہ یہ کسی انسان کی قبر ہے، کچھ
دیر بعد قبر کے اندر سے سورۂ ملک پڑھنے کی آواز آنے لگی کہ قبر والا سورۂ
ملک پڑھ رہا ہے یہاں تک کہ پوری تلاوت ختم ہو گئی۔
پھر وہ صحابی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور واقعہ
بیان کیا آپ نے ارشاد فرمایا بیشک یہ سورت عذاب قبر کو روکنے والی اور
نجات دینے والی ہے۔ (ترمذی)

احادیث کی روشنی میں اہلِ علم حضرات نے لکھا ہے کہ روزانہ سورۃ الملک کا پڑھنا عذابِ قبر سے نجات کا ذریعہ ثابت ہوا ہے اور یہ تلاوت بعد نماز مغرب مسنون ہے (اور بعض علماء نے کہا کہ بعد نمازِ عشاء)

❋❋❋❋❋❋

حمد وثنا کے عظیم خزانے

(۱)

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے یہ واقعہ بیان فرمایا کہ اللہ کے بندوں میں ایک بندے نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا اس طرح کی:

يَا رَبِّ لَكَ الْحَمْدُ كَمَا يَنْبَغِي لِجَلَالِ وَجْهِكَ وَعَظِيمِ سُلْطَانِكَ

ترجمہ: (اے میرے پالنے والے آپ کیلئے ایسی حمد وثنا ہے جو آپ کی جلالتِ شان اور عظیم قدرت کے لائق ہو)

نامۂ اعمال کے لکھنے والے دونوں فرشتوں (کراماً کاتبین) نے اس حمد وثنا کا اجر وثواب لکھنے میں سخت دشواری محسوس کی کہ اس تسبیح کا کتنا ثواب لکھا جائے؟

پھر دونوں فرشتوں نے آسمان کیطرف عروج کیا اور اپنے پروردگار سے عرض کیا اے ربّ تیرے بندے نے حمد وثنا کے ایسے کلمات ادا کئے

ہیں جسکا اجر وثواب لکھنے سے ہم قاصر ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے دریافت فرمایا میرے بندے نے کیا کہا ہے؟ اور حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اسکا علم ہے کہ اسکے بندے نے کیا کلمات کہے ہیں، فرشتوں نے اس کی تسبیح نقل کر دی۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: فرشتو اسے ایسے ہی لکھدو جیسا کہ میرے بندے نے کہا ہے پھر جب وہ مجھ سے ملاقات کریگا میں خود اسکی جزا دیدونگا۔ (رواہ احمد وابن ماجہ)

(۲)

حضرت ابن عباسؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جس کسی نے صبح کے وقت اور شام کے وقت سورۂ روم کی یہ آیات پڑھی اس کے دن اور رات کے فوت شدہ وظائف و ذکر اللہ کی تلافی ہو جائے گی۔

(ابوداؤد)

فَسُبْحَانَ اللَّهِ حِينَ تُمْسُونَ وَحِينَ تُصْبِحُونَ ۝ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَعَشِيًّا وَحِينَ تُظْهِرُونَ ۝ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَيُحْيِي الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَكَذَٰلِكَ تُخْرَجُونَ ۝

(روم: ۱۷، ۱۸، ۱۹)

(۳)

حضرت بریدہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو یہ کلمات کہتے ہوئے سنا:

(اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِأَنِّي أَشْهَدُ أَنَّكَ أَنْتَ اللَّهُ

لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ)

تو آپ نے ارشاد فرمایا اِس شخص نے اللہ کے اُس نام سے سوال کیا ہے کہ جب بھی اس نام کے وسیلے سوال کیا گیا اللہ نے عطا کیا ہے اور جب بھی اُس نام سے دُعا کی گئی اللہ نے قبول فرمایا ہے۔ (ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ)

(۴)

حضرت معاذ بن جبلؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو یہ کلمات کہتے سنا،

یَاذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ

تو آپ نے ارشاد فرمایا تیری پکار سنی گئی جو چاہے مانگ۔ (ترمذی)

(۵)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب کوئی مسجد میں داخل ہو اور یہ دُعا پڑھ لے تو شیطان کہتا ہے یہ شخص آج تمام دن مجھ سے محفوظ ہو گیا، وہ دُعا یہ ہے:

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَبِوَجْہِہِ الْکَرِیْمِ وَسُلْطَانِہِ
الْقَدِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ (ابوداؤد)

(۶)

حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور بلند آواز سے کہنے لگے "وَاذُنُوْبَاہ وَاذُنُوْبَاہ" (مطلب یہ تھا کہ گناہ بہت ہوگئے ہیں) یہ کلمات اس شخص نے دو یا تین مرتبہ کہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، اے شخص اس طرح دعا کر

اَللّٰھُمَّ مَغْفِرَتُکَ اَوْسَعُ مِنْ ذُنُوْبِیْ وَرَحْمَتُکَ اَرْجٰی عِنْدِیْ مِنْ عَمَلِیْ

ترجمہ: (اے اللہ آپ کی مغفرت میرے گناہوں سے کہیں زیادہ وسیع تر ہے اور آپ کی رحمت میرے نزدیک میرے عمل سے زیادہ پُر اُمید ہے)

اس ارشاد پر اُس شخص نے یہ کلمات کہے آپ نے ارشاد فرمایا پھر کہو اس شخص نے یہی کلمات پھر کہے، آپ نے ارشاد فرمایا پھر کہو، اس نے یہ کلمات پھر کہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا اچھا اب جاؤ اللہ نے تمہاری مغفرت فرمادی۔ (حاکم)

(۷)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ فرماتے ہیں کہ ہم چار، پانچ آدمی ایسے تھے جو باری باری سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گھریلو خدمت انجام دینے کیلئے کسی بھی وقت آپ سے جُدا نہ ہوا کرتے تھے ایسے ہی ایک دن میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ باہر چل پڑے میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے چلا آپ کھجور کے ایک بڑے باغ میں داخل ہوئے اور وہاں نفل نماز پڑھی پھر سجدہ اتنا دراز کیا کہ مجھے شبہ ہونے لگا کہیں اللہ نے آپ کی روح قبض نہ کرلی ہو (یعنی آپ کی وفات ہوگئی ہو) اس لئے آپ کو دیکھنے آیا۔ آپ نے اپنا سر مبارک اٹھایا اور مجھ کو طلب فرمایا اور ارشاد فرمایا کیا بات ہے؟

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے اتنا طویل سجدہ کیا کہ مجھے شبہ ہونے لگا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی روح قبض کرلی ہے پھر میں آپ کو کبھی نہ دیکھ سکوں گا۔

آپ نے ارشاد فرمایا (ابھی ابھی) جبرئیل علیہ وسلم نے مجھ کو یہ خوشخبری دی اور فرمایا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کو مبارک ہو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں جس

شخص نے آپ پر درود پڑھا اللہ تعالیٰ اُس پر رحمت نازل کریں گے اور جس نے آپ پر سلام پڑھا اللہ تعالیٰ اُس پر سلامتی نازل کریں گے۔ (احمد، ابویعلیٰ، حاکم)

مختصر ترین درود شریف یہ ہے، صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

(۸)

حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جو شخص رات میں کسی وقت نیند سے بیدار ہوا اور یہ تسبیح پڑھی اسکے بعد جو بھی دعا کریگا مقبول ہوگی اور اگر وضو کیا اور نماز بھی پڑھ لی تو اسکی نماز قبول ہوگی۔ (بخاری)

(تسبیح) لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ
وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسُبْحٰنَ اللّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ
وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ۔ (بخاری)

(۹)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو یہ کلمات کہتے سنا؛

یَاذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ

ارشاد فرمایا تیری پکار سنی گئی جو چاہے مانگ۔ (ترمذی)

(مطلب یہ کہ تونے اللہ کو اسکی ایسی عظیم صفت سے پکارا ہے کہ جس نے بھی اس طرح فریاد کی ہے اُس کی پکار سنی گئی اور قبول بھی کرلی گئی)

(۱۰)

حضرت وحشی بن حرب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ چند صحابہ کرام نے رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی یا رسول اللہ ہم پیٹ بھر کھاتے ہیں لیکن ہمیں سیرابی نہیں ہوتی؟ —— آپ نے ارشاد فرمایا شاید تم اکٹھا ملکر نہیں کھاتے؟ —— ہم نے عرض کیا جی ہاں، علیحدہ علیحدہ کھاتے ہیں۔ —— آپ نے ارشاد فرمایا کھانا ملکر کھایا کرو اور اس پر اللہ کا نام بھی لو طعام میں برکت ہوگی۔

(ابوداؤد، ابن ماجہ، الاذکار: ص۲۱)

(۱۱)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس کسی کے معاشی حالات تنگ ہو جائیں تو اس کو اپنے گھر سے نکلتے وقت یہ دعا پڑھکر نکلنا چاہیئے (انشاء اللہ روزگار ٹھیک ہو جائیگا)

اَللّٰھُمَّ رَضِّنِیْ بِقَضَآئِکَ وَبَارِکْ لِیْ فِیْمَا قُدِّرَ لِیْ حَتّٰی لَا اُحِبَّ
تَعْجِیْلَ مَا اَخَّرْتَ وَلَا تَاخِیْرَ مَا عَجَّلْتَ۔ (الاذکار نووی: ۱۱۶)

(۱۲)

حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ غزوہ حنین کے دنوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز کے بعد کچھ کلمات پڑھا کرتے تھے ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ خلاف معمول ان دنوں فجر کے بعد کچھ تلاوت فرمارہے ہیں، اس سے قبل ہم نے آپکا یہ معمول نہیں دیکھا ہے؟

آپ نے ارشاد فرمایا انبیاء سابقین میں ایک نبی (علیہ السلام) نے اپنی امت کی کثرت پر ناز کیا اور یہ خیال کیا کہ اتنی بڑی تعداد (دشمن کے مقابلہ میں) مغلوب نہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کو انکا یہ ناز پسند نہ آیا، نبی علیہ السلام پر وحی نازل کی اور انہیں اختیار دیا کہ اپنی امت کے بارے میں تین باتوں میں سے کوئی ایک بات اختیار کی جائے؟ اُن پر بھوک پیاس مسلط ہو یا دشمن مسلط ہو جائیں یا موت واقع ہو۔

اللہ کے نبی علیہ السلام نے یہ تین اختیار اپنی امت پر پیش کیے۔

امت نے باتفاق کہا کہ بھوک اور دشمن کا تحمل تو ممکن نہیں ہے البتہ موت پسند ہے۔ امت کے اس اختیار پر صرف تین دنوں میں نوے ہزار انسان فوت ہو گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ واقعہ بیان فرما کر ارشاد فرمایا آج کے دن (اگر یہ واقعہ پیش آتا تو) میں یہ کہتا۔

اَللّٰھُمَّ بِكَ اُحَاوِلُ وَبِكَ اُقَاتِلُ وَبِكَ اُصَاوِلُ (احمد، ترمذی، ابوداؤد، الاذکار ۲۸۴)

اے اللہ آپ ہی کی مدد سے (دشمن کو) دفع کرتا ہوں اور قتال کرتا ہوں اور حملہ کرتا ہوں۔

(۳) حضرت ابو امامہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ ان لوگوں کیلئے مقرر کیا گیا ہے جو اپنی دعاؤں میں اللہ تعالیٰ کو "یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ" کہہ کر پکارتے ہیں۔

جب کوئی بندہ تین مرتبہ یہ کلمہ کہتا ہے تو وہ فرشتہ جواب دیتا ہے کہ ارحم الراحمین تمہاری جانب متوجہ ہو گیا ہے، پس مانگو جو کچھ مانگنا ہے۔ (الاذکار نووی ۲۵۲)

(۱۴)

حضرت ابو بکرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مصیبت زدہ پریشان حال آدمی کیلئے دعا کے یہ کلمات تجویز فرماتے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ رَحْمَتَكَ اَرْجُوْ فَلَا تَكِلْنِیْ اِلٰی نَفْسِیْ طَرْفَةَ عَیْنٍ وَاَصْلِحْ لِیْ شَاْنِیْ كُلَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ۔ (الاذکار ۱۱۲)

(اے اللہ آپ کی رحمت کا امیدوار ہوں مجھکو ایک لمحہ کیلئے بھی میرے نفس کے حوالہ نہ فرما اور میرے سارے حالات درست فرما دے آپ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

(۱۵)

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس کسی کو غم و فکر لاحق ہو جائے اسکو ان کلمات سے دعا کرنی چاہیئے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ اَمَتِكَ، نَاصِیَتِیْ بِیَدِكَ مَاضٍ فِیَّ حُكْمُكَ، عَدْلٌ فِیَّ قَضَاءُكَ، اَسْئَلُكَ بِكُلِّ اسْمٍ هُوَ لَكَ سَمَّیْتَ بِهٖ نَفْسَكَ اَوْ اَنْزَلْتَهٗ فِیْ كِتَابِكَ اَوْ عَلَّمْتَهٗ اَحَدًا مِنْ خَلْقِكَ اَوِ اسْتَاْثَرْتَ بِهٖ فِیْ عِلْمِ الْغَیْبِ عِنْدَكَ اَنْ تَجْعَلَ الْقُرْاٰنَ الْعَظِیْمَ رَبِیْعَ قَلْبِیْ وَنُوْرَ بَصَرِیْ وَجِلَاءَ حُزْنِیْ وَذَهَابَ هَمِّیْ۔

(۱۶) (حصن حصین ۱۹۹)

الٰہی میں تیرا بندہ ہوں اور تیرے بندے اور بندی کا بیٹا ہوں (یعنی میرے ماں، باپ بھی تیرے ہی بندے ہیں) میری عزت تیرے ہاتھ میں ہے آپکا ہر حکم میرے حق میں نافذ ہے۔ آپ کا ہر فیصلہ میرے حق میں عین انصاف ہے میں آپکے ہر اس نام کے توسل سے سوال کرتا ہوں جو آپنے اپنے لئے تجویز کیا ہے۔ یا اپنی کتاب عظیم قرآن میں نازل فرمایا ہے۔ یا اپنی مخلوق میں کسی کو بتلایا ہے۔ یا آپ نے اُس اسم عظیم کو اپنے خزانے غیب میں محفوظ رکھا ہے، ایسے اسم عظیم کے صدقے میں قرآن حکیم کو میرے دل کی بہار، آنکھوں کا نور، اور میرے غم کے ازالہ اور پریشانی کو دور کرنیکا ذریعہ بنا دے۔

نوٹ: حدیث شریف میں یہ وضاحت بھی ہے کہ جو کوئی مصیبت زدہ بندہ اس طرح دعا کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی مصیبت و پریشانی، رنج و غم کو دور فرما دیں گے اور اس رنج و غم کو خوشی و مسرت میں تبدیل کر دیں گے۔

چالیس جامع ترین دعائیں

دعاؤں کے بارے میں امام نوویؒ لکھتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا و بخشش کا یہ خصوصی اور نادر تحفہ ہے جو آپ نے دعاؤں کی شکل میں اپنی امت کو عنایت فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو (صلی اللہ علیہ وسلم) انبیاء سابقین پر جن امور میں فضیلت دی ہے ان میں "جوامع الکلم" کی عظیم نعمت بھی شامل ہے۔ یعنی آپ کو ایسا پُر اعجاز کلام دیا گیا جو اپنے طول و عرض میں تو مختصر ہے لیکن معانی و مفہوم میں وسیع تر اور عظیم الشان حیثیت رکھتا ہے، محدثین کرام نے آپ کی تعلیم کردہ دعاؤں کو "جامع الدعوات" کے عنوان سے جمع کیا ہے یہ ایسی دعائیں ہیں جن میں دنیا و آخرت کی ایک ایک بشری ضرورت کو سمیٹ لیا گیا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مزید احسان و کرم ہے اگر آپ ان خیرات و حسنات کی نشاندہی نہ فرماتے تو شاید و باید ہی کسی مسلمان کے ذہن و فکر میں ان کو طلب کرنیکا خیال آتا۔

فَصَلَوَاتُ رَبِّیْ وَسَلَامُہٗ عَلَیْہِ
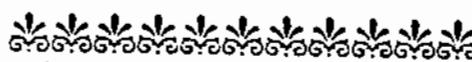
ذیل میں ایسی ہی چند ایک جامع دعاؤں کو نقل کیا جاتا ہے جنکو صحابہ کرام نے نہایت اہتمام سے امت تک پہنچا دیا ہے تاکہ مسلمان اپنی روزمرہ کی دعاؤں میں ان کو شامل کریں اور دنیا و آخرت کی نعمتوں سے سرفراز ہوں یہ چالیس دعائیں ہیں جو "چہل حدیث" کا درجہ بھی رکھتی ہیں۔

محدثین کرام لکھتے ہیں کہ ان جامع دعاؤں میں قرآن حکیم کی وہ ساری دعائیں شامل ہیں جنکو اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء و رُسل کی زبانی نقل کی ہیں اور جنکی ہمیں خبر دی ہے، ان میں جامع ترین دعا یہ ہے۔

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (بقرہ ۲، آیت ۲۰۱)

خادم رسول حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس دعا کو کثرت سے پڑھا کرتے تھے۔ اور خود حضرت انسؓ کی عادت شریفہ یہ تھی کہ جب دعا کرنا چاہتے تو پہلے اسی دعا کو پڑھتے اسی طرح جب اور کوئی دعا کرنا چاہتے تو اس دعا کو بھی اسمیں شامل کر لیتے۔ (الاذکار، بخاری و مسلم)

جَامِعُ الدَّعوات

چہل حدیث

۱. رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (قرآن، سورہ بقرہ: ۲۰۱)

(اے ہمارے پالنے والے ہمیں دُنیا میں (بھی) بھلائی دے اور آخرت میں (بھی) بھلائی دے اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچادے)

۲. اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْهُدٰی وَالتُّقٰی وَالْعَفَافَ وَالْغِنٰی (مسلم)

(یا اللہ میں آپ سے مانگتا ہوں ہدایت اور پرہیزگاری اور پارسائی، اور سیرچشمی (کشادگی وفراغت)

۳. اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاهْدِنِیْ وَعَافِنِیْ وَارْزُقْنِیْ (مسلم)

(یا اللہ میری مغفرت فرما اور مجھ پر رحم کر اور میری رہنمائی فرما اور مجھ کو چین وسکون دے اور رزق عطا فرما)

۴. اَللّٰهُمَّ یَا مُصَرِّفَ الْقُلُوْبِ صَرِّفْ قُلُوْبَنَا عَلٰی طَاعَتِكَ (مسلم)

(یا اللہ دلوں کے پھیرنے والے ہمارے دل اپنی طاعت کی طرف پھیر دے)

۵. اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِكَ وَتَحَوُّلِ عَافِیَتِكَ وَفُجَاءَةِ نِقْمَتِكَ وَجَمِیْعِ سَخَطِكَ۔ (مسلم)

(یا اللہ میں آپ کی پناہ طلب کرتا ہوں آپ کی کسی بھی نعمت کے ضائع ہو جانے سے اور آپ کے امن وامان کے پلٹ جانے سے اور آپ کے کسی بھی عذاب کے اچانک آجانے سے اور آپ کی ہر ناراضی سے)

۶. اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْهَرَمِ وَالْبُخْلِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْیَا وَالْمَمَاتِ

(یا اللہ میں آپ کی پناہ پکڑتا ہوں کم ہمتی سے اور سستی سے اور بزدلی سے اور انتہائی بڑھاپے سے اور بخل سے اور میں آپ کی پناہ پکڑتا ہوں قبر کے عذاب سے اور پناہ پکڑتا ہوں زندگی اور موت کے فتنوں سے)

۷. اَللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَایَایَ بِمَاءِ الثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّ قَلْبِیْ مِنَ الْخَطَایَا كَمَا یُنَقَّی الثَّوْبُ الْاَبْیَضُ مِنَ الدَّنَسِ وَبَاعِدْ بَیْنِیْ وَبَیْنَ خَطَایَایَ كَمَا بَاعَدْتَّ بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ

(بخاری)

(یا اللہ میرے گناہوں کو برف اور اولے کے (خالص وپاک) پانی سے دھو دیجئے، اور گناہوں کے درمیان ایسا پاک صاف کر دیجئے جیسا کہ سفید کپڑا میل کچیل سے پاک کیا جاتا ہے اور مجھ میں اور میرے گناہوں کے درمیان ایسا فاصلہ کر دیجئے جیسا کہ مشرق ومغرب کے درمیان آپ نے فاصلہ رکھا ہے۔ (یعنی گناہوں سے ہمیشہ محفوظ رہوں)

۸. (اَللّٰهُمَّ) اِنَّا نَسْئَلُكَ عَزَآئِمَ مَغْفِرَتِكَ وَمُنْجِیَاتِ اَمْرِكَ وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ وَالْغَنِیْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَالْفَوْزَ بِالْجَنَّةِ وَالنَّجَاةَ مِنَ النَّارِ (مستدرک حاکم)

(یااللہ) ہم آپ سے مغفرت کے اسباب مانگتے ہیں اور نجات دینے والے کام اور ہر گناہ سے بچاؤ اور ہر نیکی کی توفیق اور جنت کی کامیابی اور دوزخ سے نجات چاہتے ہیں)

(۹) اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ جِدِّیْ وَھَزْلِیْ (بخاری و مسلم)

(یااللہ بخش دے میرے وہ گناہ جو ارادۃً کیے گئے اور وہ بھی جو بے ارادہ کیے گئے)

(۱۰) اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ وَسَدِّدْنِیْ (بخاری و مسلم)

یااللہ مجھے ہدایت دے اور مجھے ثابت قدم رکھیئے۔

(۱۱) اَللّٰھُمَّ اَصْلِحْ لِیْ دِیْنِیَ الَّذِیْ ھُوَ عِصْمَۃُ اَمْرِیْ وَاَصْلِحْ لِیْ دُنْیَایَ الَّتِیْ فِیْھَا مَعَاشِیْ، وَاَصْلِحْ لِیْ اٰخِرَتِیَ الَّتِیْ فِیْھَا مَعَادِیْ، وَاجْعَلِ الْحَیٰوۃَ زِیَادَۃً لِّیْ فِیْ کُلِّ خَیْرٍ وَاجْعَلِ الْمَوْتَ رَاحَۃً لِّیْ مِنْ کُلِّ شَرٍّ۔ (مسلم)

یااللہ میرا دین مضبوط رکھیے جو میری نجات کا ذریعہ ہے، اور میری دنیا درست رکھیے جس میں میری معاش ہے، اور میری آخرت درست رکھیے جہاں مجھے لوٹنا ہے۔ اور زندگی کو ہر بھلائی کی ترقی کا ذریعہ بنا، اور میری موت کو ہر قسم کی برائی سے راحت کا سبب بنا، (یعنی میری زندگی اور موت دونوں میرے حق میں سراسر رحمت بن جائیں)

(۱۲) اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ عِلْمٍ لَّا یَنْفَعُ وَمِنْ قَلْبٍ لَّا یَخْشَعُ وَمِنْ نَّفْسٍ لَّا تَشْبَعُ وَمِنْ دَعْوَۃٍ لَّا یُسْتَجَابُ لَھَا، (مسلم)

یااللہ میں آپ کی پناہ پکڑتا ہوں اس علم سے جو نفع نہ دے، اور اس دل سے جس میں خشوع نہ ہو، اور اس نفس سے جو شکم سیر نہ ہو اور اس دعا سے جو قبول نہ ہو۔

(۱۳) اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِہٖ مِنِّیْ۔ (ترمذی، جلد: ۲ صفحہ ۱۷۹، نسائی)

بخاری صفحہ ۹۴۶ مگر اس میں ما انت اعلم بہ منی سب سے پہلے ہے۔

(یااللہ مجھے بخش دے (میرے وہ گناہ) جو میں نے پہلے کئے ہیں اور وہ گناہ جو بعد میں کئے ہیں۔ اور وہ جو میں نے پوشیدہ کئے ہیں اور وہ جو علانیہ کئے ہیں اور ان گناہوں کو بھی معاف فرما جو آپ مجھ سے زیادہ جانتے ہیں)

(۱۴) اَللّٰھُمَّ زِدْنَا وَلَا تَنْقُصْنَا وَاَکْرِمْنَا وَلَا تُھِنَّا وَاَعْطِنَا وَلَا تَحْرِمْنَا وَاٰثِرْنَا وَلَا تُؤْثِرْ عَلَیْنَا وَاَرْضِنَا وَارْضَ عَنَّا۔

(مستدرک)

(یااللہ (اپنی نعمتیں ہم پر) زیادہ کیجیے اور کم نہ فرمائیے اور ہمیں عزت دیجیے ذلیل و خوار نہ کیجیے۔ اور ہمیں عطا فرمائیے۔ محروم نہ فرمائیے اور ہمیں اونچا رکھیے غیروں کو ہم پر اونچا نہ کیجیے، اور ہمیں خوش و خرم رکھیے۔ اور ہم سے راضی ہو جائیے

(۱۵) اَسْاَلُ اللّٰہَ الْعَافِیَۃَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ (ابن ماجہ)

میں اللہ سے دنیا و آخرت دونوں کی عافیت (صلاح و فلاح) مانگتا ہوں۔

(۱۶) یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِیْ عَلٰی دِیْنِکَ (مستدرک، ترمذی ۲/۱۹)

اے دلوں کے پھیرنے والے میرا دل اپنے دین پر مضبوط رکھیے۔

(۱۷) اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ اِیْمَانًا لَّا یَرْتَدُّ وَنَعِیْمًا لَّا یَنْفَدُ وَمُرَافَقَۃَ نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ اَعْلٰی دَرَجَۃِ الْجَنَّۃِ الْخُلْدِ۔ (مستدرک)

یااللہ میں آپ سے ایسا ایمان مانگتا ہوں جو پلٹ نہ جائے۔ اور ایسی نعمتیں مانگتا ہوں جو ختم نہ ہوں۔ اور ہمارے نبی حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنت الخلد کے اعلیٰ ترین مقام میں رفاقت چاہتا ہوں۔

(۱۸) اَللّٰھُمَّ اَحْسِنْ عَاقِبَتَنَا فِی الْاُمُوْرِ کُلِّھَا وَاَجِرْنَا مِنْ خِزْیِ

الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْآخِرَةِ۔ یا اللہ ہمارے سارے کاموں کا انجام بہتر فرما اور ہمیں دنیا کی رسوائی اور آخرت کے عذاب سے محفوظ رکھیے۔

(۱۹) اَللّٰهُمَّ لَا تَدَعْ لَنَا ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَهٗ وَلَا هَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَهٗ وَلَا دَيْنًا اِلَّا قَضَيْتَهٗ وَلَا حَاجَةً مِّنْ حَوَائِجِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ اِلَّا قَضَيْتَهَا يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔ (ابوداود)

یا اللہ ہمارا کوئی گناہ ایسا نہ چھوڑ دیجیے جسکو آپنے معاف نہ کیا ہو۔ اور نہ کوئی ایسی فکر جسکو آپنے دور نہ فرمادی ہو۔ اور نہ کوئی ایسا قرضہ جسکو آپ نے ادا نہ کر دیا ہو۔ اور نہ دنیا و آخرت کی کوئی حاجت جسکو آپنے پوری نہ کر دی ہو، اے سب سے بڑھ کر رحم و کرم کرنے والے۔

(۲۰) اَللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلٰى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ (ابوداؤد)

یا اللہ اپنے ذکر و شکر اور حُسنِ عبادت کی مجھے توفیق دیجیے۔

(۲۱) اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ اَوْسَعَ رِزْقِكَ عَلَيَّ عِنْدَ كِبَرِ سِنِّيْ وَانْقِطَاعِ عُمُرِيْ۔ (مستدرک)

یا اللہ میرے بڑھاپے اور میری عمر کے آخری زمانے میں میرا رزق زیادہ کر دیجیے۔

(۲۲) اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ صَبُوْرًا وَاجْعَلْنِيْ شَكُوْرًا وَاجْعَلْنِيْ فِيْ عَيْنِيْ صَغِيْرًا وَفِيْ اَعْيُنِ النَّاسِ كَبِيْرًا۔

یا اللہ مجھے بڑا صبر کرنیوالا اور بڑا شکر کرنے والا بنا دیجیے .... اور مجھکو میری نظر میں چھوٹا اور دوسروں کی نظر میں بڑا بنا دیجیے (کہ میں ذلیل و خوار نہ کر دیا جاؤں)

(۲۳) اَللّٰهُمَّ اَحْسَنْتَ خَلْقِيْ فَاَحْسِنْ خُلُقِيْ وَاَذْهِبْ غَيْظَ

قَلْبِيْ وَاَجِرْنِيْ مِنْ مُضِلَّاتِ الْفِتَنِ مَا اَحْيَيْتَنَا۔ (طبرانی)

یا اللہ آپنے میری شکل و صورت اچھی بنائی ہے۔ میری سیرت (اخلاق) بھی اچھے کر دیجیے اور میرے دل کے کھوٹ کو دور کر دیجیے اور جبتک آپ زندہ رکھیں گمراہ کرنے والے فتنوں سے مجھے بچائیے۔

(۲۴) اَللّٰهُمَّ اَحْيِنِيْ مَا كَانَتِ الْحَيٰوةُ خَيْرًا لِّيْ وَتَوَفَّنِيْ اِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِّيْ۔

(یا اللہ مجھکو زندہ رکھیے جب تک کہ میری زندگی میرے لئے بہتر اور خیر ہو۔ اور مجھکو موت دیجیے جبکہ موت میرے لئے بہتر اور خیر ہو' (حصن حصین)

(۲۵) اَللّٰهُمَّ انْفَعْنِيْ بِمَا عَلَّمْتَنِيْ وَعَلِّمْنِيْ مَا يَنْفَعُنِيْ۔ (مستدرک)

یا اللہ آپنے جو بھی علم دیا ہے اُس سے (دنیا و آخرت میں) نفع عطا فرما اور مجھے ایسا علم عطا فرما جو مجھے نفع دیتا ہو۔

(۲۶) يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ اَصْلِحْ لِيْ شَاْنِيْ كُلَّهٗ وَلَا تَكِلْنِيْ اِلٰى نَفْسِيْ طَرْفَةَ عَيْنٍ۔ (ترمذی)

یا حیّ یا قیوم آپ کی رحمت کے وسیلے سے فریاد کرتا ہوں میرے سارے احوال کو درست فرما دیجیے اور ایک لمحے کیلئے بھی مجھکو میرے نفس کے حوالے نہ فرما۔

(۲۷) اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذَنْبِيْ وَوَسِّعْ لِيْ فِيْ دَارِيْ وَبَارِكْ لِيْ فِيْ رِزْقِيْ (نسائی)

یا اللہ میرے گناہ معاف کر دیجیے اور میرے گھر میں وسعت و کشادگی فرما اور میرے رزق میں برکت عطا فرما۔

(۲۸) اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لَنَا اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَسَهِّلْ لَنَا اَبْوَابَ

رِزْقِكَ (ابن ماجہ)

یااللہ ہم پر اپنی رحمت کے دروازے کھول دیجئے اور اپنے رزق کے دروازے ہمارے لئے آسان فرما دیجئے۔

(۲۹) اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ رِزْقًا طَیِّبًا وَعِلْمًا نَافِعًا وَعَمَلًا مُتَقَبَّلًا

(طبرانی)

یااللہ میں آپ سے پاکیزہ رزق اور کار آمد علم اور پسندیدہ عمل طلب کرتا ہوں

(۳۰) اَللّٰهُمَّ اكْفِنِیْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِیْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ۔ (ترمذی)

یااللہ مجھے اپنا حلال رزق دیکر حرام روزی سے بچائیے اور اپنے فضل وکرم سے مجھکو اپنے سوا اوروں سے بے نیاز کر دیجئے۔

(۳۱) اَللّٰهُمَّ افْتَحْ مَسَامِعَ قَلْبِیْ لِذِكْرِكَ وَارْزُقْنِیْ طَاعَتَكَ وَطَاعَةَ رَسُوْلِكَ وَعَمَلًا بِكِتَابِكَ۔ (کنز العمال)

یااللہ میرے دل کے دروازے اپنی یاد کیلئے کھول دیجیے۔ اپنی اور اپنے رسول کی اطاعت اور اپنی کتاب (قرآن حکیم) پر عمل کرنے کی توفیق نصیب فرما۔

(۳۲) اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ اَخْشَاكَ كَاَنِّیْ اَرَاكَ اَبَدًا حَتّٰی اَلْقَاكَ وَاَسْعِدْنِیْ بِتَقْوَاكَ وَلَا تُشْقِنِیْ بِمَعْصِیَتِكَ۔ (کنز العمال)

یااللہ مجھے ایسا کردے کہ میں آپ سے اس طرح ڈرا کروں گویا میں آپ کو ہر وقت دیکھا رہتا ہوں یہاں تک کہ میں آپ سے آملوں، اور اپنی نعمت تقویٰ سے مجھے سرفراز فرما۔ اور محروم رحمت نہ کر تیری نافرمانی کی وجہ سے۔

(۳۳) اَللّٰهُمَّ طَهِّرْ قَلْبِیْ مِنَ النِّفَاقِ وَعَمَلِیْ مِنَ الرِّیَاءِ وَ

لِسَانِیْ مِنَ الْكَذِبِ وَعَیْنِیْ مِنَ الْخِیَانَةِ فَاِنَّكَ تَعْلَمُ خَائِنَةَ الْاَعْیُنِ وَمَا تُخْفِی الصُّدُوْرُ۔ (کنز العمال)

یااللہ میرے دل کو نفاق سے پاک کردے اور میرے عمل کو ریاکاری سے اور میری زبان کو جھوٹ سے اور میری آنکھ کو خیانت سے آپ پر تو روشن ہیں آنکھوں کی چوریاں بھی اور وہ بھی جو دل چھپائے رکھتے ہیں۔ (برے خیالات)

(۳۴) اَللّٰهُمَّ اهْدِنِیْ مِنْ عِنْدِكَ وَاَفِضْ عَلَیَّ مِنْ فَضْلِكَ وَاَسْبِغْ عَلَیَّ مِنْ رَحْمَتِكَ وَاَنْزِلْ عَلَیَّ مِنْ بَرَكَاتِكَ (ابن السنی)

یااللہ مجھے اپنے فضل وکرم سے ہدایت نصیب فرما اور مجھ پر اپنا فضل و کرم جاری فرما اور اپنی رحمت کامل فرما اور اپنی برکتیں مجھ پر نازل فرما۔

(۳۵) اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ تَوْفِیْقَ اَهْلِ الْهُدٰی وَاَعْمَالَ اَهْلِ الْیَقِیْنِ وَمُنَاصَحَةَ اَهْلِ التَّوْبَةِ وَعَزْمَ اَهْلِ الصَّبْرِ وَجِدَّ اَهْلِ الْخَشْیَةِ وَطَلَبَ اَهْلِ الرَّغْبَةِ وَتَعَبُّدَ اَهْلِ الْوَرَعِ وَعِرْفَانَ اَهْلِ الْعِلْمِ حَتّٰی اَلْقَاكَ۔ (الحزب الاعظم للقاری)

یااللہ میں آپ سے توفیق مانگتا ہوں ہدایت یافتہ لوگوں کی سی اور اعمال اہل یقین کے سے، اور اخلاص اہل توبہ کا سا، اور ہمت اہل صبر کی سی اور کوشش اہل خوف کی سی اور جستجو اہل شوق کی سی اور عبادت اہل تقویٰ کی سی اور معرفت اہل علم کی سی، تا آنکہ میں آپ سے ملاقات کرلوں۔

(۳۶) اَللّٰهُمَّ احْرُسْنِیْ بِعَیْنِكَ الَّتِیْ لَا تَنَامُ وَاكْنُفْنِیْ بِرُكْنِكَ الَّذِیْ لَا یُرَامُ وَارْحَمْنِیْ بِقُدْرَتِكَ عَلَیَّ فَلَا اَهْلِكُ وَاَنْتَ رَجَائِیْ فَكَمْ مِنْ نِعْمَةٍ اَنْعَمْتَ بِهَا عَلَیَّ قَلَّ لَكَ بِهَا شُكْرِیْ وَكَمْ مِنْ

بَلِيَّةٍ اِبْتَلَيْتَنِيْ بِهَا قَلَّ لَكَ بِهَا صَبْرِيْ۔ فَيَا مَنْ قَلَّ عِنْدَ نِعْمَتِهٖ
شُكْرِيْ فَلَمْ يَحْرِمْنِيْ وَيَا مَنْ قَلَّ عِنْدَ بَلِيَّتِهٖ صَبْرِيْ فَلَمْ يَخْذُلْنِيْ
وَيَا مَنْ رَّاٰنِيْ عَلَى الْخَطَايَا فَلَمْ يَفْضَحْنِيْ (کنز العمال)

یا اللہ میری نگہبانی فرما۔ اپنی اُن عظیم آنکھوں سے جو کبھی سوتی نہیں ہیں اور مجھے اپنی اُس قوت کے آڑ میں لے لے جس کے پاس کوئی نہیں پھٹک سکتا اور مجھ پر اپنی اُس قدرت سے رحم فرما جو تجھ کو مجھ پر حاصل ہے تاکہ میں ہلاک نہ ہوجاؤں اور آپ ہی میری امید گاہ ہیں۔ کتنی ہی نعمتیں آپنے مجھے عنایت کیں جن پر میرا شکر کم ہی رہا، اور کتنی آزمائشیں ایسی ہیں جن میں آپنے مجھے مبتلا کیا اور میرا صبر اُن پر کم ہی رہا۔ پس اے وہ کریم ذات جسکی نعمتوں پر میرا شکر کم رہا پھر بھی مجھے محروم نہ کیا۔ اور اے وہ عظیم ذات جسکی آزمائش کے وقت میرا صبر کم رہا پھر بھی اُس ذات نے میرا ساتھ نہ چھوڑا اور اے وہ حلیم ذات جس نے مجھے گناہوں میں دیکھا پھر بھی مجھے رسوا نہ کیا۔

(۳۷) اَللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلٰى دِيْنِيْ بِالدُّنْيَا وَعَلٰى اٰخِرَتِيْ بِالتَّقْوٰى وَاحْفَظْنِيْ فِيْمَا غِبْتُ عَنْهُ وَلَا تَكِلْنِيْ اِلٰى نَفْسِيْ فِيْمَا حَضَرْتُهٗ يَا مَنْ لَا تَضُرُّهُ الذُّنُوْبُ وَلَا تَنْقُصُهُ الْمَغْفِرَةُ هَبْ لِيْ مَا لَا يَنْقُصُكَ وَاغْفِرْ لِيْ مَا لَا يَضُرُّكَ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ۔ (الحزب الاعظم للقاری)

اے اللہ میرے دین پر میری دنیا کو مددگار بنا دے، اور میری آخرت پر تقویٰ کو مددگار بنادے۔ اور آپ ہی محافظ ہیں میری اُن چیزوں کے جو میری آنکھوں سے دور ہیں۔ اور مجھے میرے نفس کے حوالہ نہ کر اُن چیزوں میں جو میرے پیش نظر ہیں۔

اے وہ ذات جسکو ہمارے گناہ نقصان نہیں پہنچا سکتے ہیں اور نہ اُس کے پاس مغفرت کوئی کمی کرسکتی ہے مجھے ایسی نعمتیں عطا فرما جو تیرے ہاں کمی نہیں کرتیں، اور معاف فرمادے میرے گناہ جو تجھ کو نقصان نہیں پہنچاتے، بیشک آپ بہت عطا کرنے والے ہیں۔

(۳۸) اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ ثَوَابَ الشَّاكِرِيْنَ وَنُزُلَ الْمُقَرَّبِيْنَ وَمُرَافَقَةَ النَّبِيِّيْنَ وَيَقِيْنَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَذِلَّةَ الْمُتَّقِيْنَ وَاِخْبَاتَ الْمُوْقِنِيْنَ حَتّٰى تَوَفَّانِيْ عَلٰى ذٰلِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔

(الحزب الاعظم للقاری)

اے اللہ میں آپ سے شکر گزاروں کا سا ثواب مانگتا ہوں، اور آپکے مقرب ترین بندوں کی جنت والی مہمانداری طلب کرتا ہوں، اور آخرت میں نبیوں کی رفاقت چاہتا ہوں اور یقین صدیقوں جیسا اور تواضع اہل تقویٰ کی، اور خشوع خضوع اہل یقین کا سا یہاں تک کہ آپ مجھکو اسی حال پر موت دیدیں اے سب رحم کرنیوالوں سے بڑھ کر رحم کرنیوالے،

(۳۹) يَا ذَا الْمَعْرُوْفِ الَّذِيْ لَا يَنْقَضِيْ اَبَدًا وَيَا ذَا النَّعْمَاءِ الَّتِيْ لَا تُحْصٰى اَبَدًا اَسْئَلُكَ اَنْ تُصَلِّيَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَبِكَ اَدْرَاُ فِيْ نُحُوْرِ الْاَعْدَآءِ وَالْجَبَابِرَةِ

(کنز العمال)

اے احسان کرنے والے جسکا احسان کبھی ختم نہ ہو اور اے ایسی نعمتوں والے جسکی نعمتیں کبھی شمار نہ ہوسکیں میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکی آل واولاد پر رحمت کاملہ نازل فرمائیں تیری ہی دی ہوئی طاقت پر دشمنوں اور زور آوروں کے مقابلہ میں مستعد ہوجاتا ہوں۔

(۴۰) اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْأَلُكَ مِنْ خَیْرِ مَا سَأَلَكَ مِنْهُ نَبِیُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ مِنْهُ نَبِیُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ (ترمذی دعوات ص۱۹۰)

یا اللہ ہم آپ کے اس خیر میں سے مانگتے ہیں جسکو آپ کے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مانگا۔ اور اس شر سے آپ کی پناہ پکڑتے ہیں جس سے آپ کے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے پناہ مانگی۔

****

گزشتہ صفحات میں آپ نے دعاوں کی اہمیت اور فضیلت کا مطالعہ کیا ہے۔ مذکورہ دعاوں کی یہ ذاتی جامعیت اور عظمت کافی اور وافی تھی جس کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تلقین فرمائی ہے، علاوہ ازیں آپ کا یہ احسان بر احسان مزید برآں ہے کہ آپ نے دعاوں کے مقبول اوقات اور مقبول مقامات کی بھی نشاندہی فرمائی ہے یعنی دن رات کے مختلف اوقات میں بعض ساعات ایسی بھی ہیں جن میں دعا قبول کر لئے جانیکا تذکرہ ملتا ہے، اسی طرح زمین کے بعض خطے ایسے بھی ہیں جہاں دعا کرنے پر قبولیت کا اعلان کیا گیا ہے۔

ظاہر ہے یہ ایسی پوشیدہ حقیقتیں تھیں جو صرف اور صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے ادا ہو سکتی ہیں حضرت خاتم النبیین پر ہزار ہا ہزار درود وسلام ہوں۔ آپ نے امت کو وہ سب کچھ پہنچا دیا جو آپ پر نازل ہوا ہے۔

محدثین کرام پر سینکڑوں رحمتیں ہوں جنہوں نے احادیث رسول کے ذخیرے سے چن چن کر ایک ایک حقیقت کتابوں میں جمع کر دی ہیں دعاؤں کے وہ مقبول اوقات حسب ذیل ہیں۔

دعاؤں کی قبولیت کے اوقات

- شبِ قدر (جس کی حقیقی تعین اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے، محدثین کرام رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں (۲۱، ۲۳، ۲۵، ۲۷، ۲۹) میں کوئی ایک شب قرار دیتے ہیں، اہل تحقیق علماء کا زیادہ گمان ستائیسویں شب کے بارے میں ہے۔
- عرفہ کا پورا دن (۹ ذی الحجہ)

○ رمضان المبارک کا پورا مہینہ

○ جمعہ کی رات (جمعرات و جمعہ کی درمیانی رات)

○ جمعہ کا پورا دن (خاص طور پر عصر کی نماز سے غروب آفتاب تک)

○ جمعہ کے دن ایک مخصوص ساعت (جس کا حقیقی علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے) حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ مقبول ساعت خطیب کے منبر پر بیٹھنے کے بعد نماز ختم ہونے کے درمیان ہے (صحیح مسلم)

○ ہر رات کا آخری حصہ (تہجد کا وقت)

○ ہر نماز کی اذان کے وقت، اسی طرح نماز کی اقامت کے وقت۔

○ اذان اور اقامت کا درمیانی وقت،

○ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ، حَیَّ عَلَی الْفَلَاح کے بعد (خاص طور پر مصیبت اور سختی کی حالت میں اس وقت دعا قبول ہوتی ہے۔

○ جہاد میں صف بندی کے وقت۔

○ فرض نمازوں کے بعد۔

○ سجدے کی حالت میں۔

○ ختم قرآن کے بعد۔

○ زمزم کا پانی پینے کے بعد (خاص طور پر زمزم کے کنویں کے قریب)

○ مرنے والے کی جاں کنی کے وقت (سکرات کی حالت کے وقت)

○ مرغ کے بانگ دیتے وقت۔

○ امام کے وَلَا الضَّآلِّیْنَ کہنے کے بعد۔

○ میت کی آنکھیں بند کرتے وقت۔

○ بارش برسنے کے وقت، (امام شافعیؒ نے اپنی مشہور زمانہ کتاب الاُم میں ایک روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں میں نے بہت سے محدثین سے یہ حدیث سنی ہے کہ بارش برسنے کے وقت اور نماز کی اقامت کے وقت دعا قبول ہوتی ہے۔ (الاذکار، نووی)

○ خانۂ کعبہ پر نظر پڑتے وقت دعا قبول ہوتی ہے،

○ سورۂ انعام کی آیت ۱۲۴ پر جب تلاوت پہنچے تو اس آیت میں لفظ اللہ دو جگہ ایک ساتھ آیا ہے، ان دونوں کے درمیان میں دُعاء کرنے پر دُعا قبول ہوتی ہے۔

وہ آیت یہ ہے۔

حَتّٰی نُؤْتٰی مِثْلَ مَآ اُوْتِیَ رُسُلُ اللّٰہِ ۘ اَللّٰہُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَہٗ

امام جزریؒ فرماتے ہیں کہ ہم سے علمائے کرام نے بیان کیا ہے کہ ان دونوں اسم اللہ کے درمیان دعا کی قبولیت کا بارہا تجربہ کیا گیا ہے۔
حافظ الحدیث امام عبدالرزاقؒ نے بھی اس مقام پر قبولیتِ دُعا کی تصریح کی ہے
(الاذکار، نووی)

دعاؤں کی قبولیت کے مقامات

امام جزریؒ فرماتے ہیں کہ امام حسن بصریؒ نے اہلِ مکہ کے نام جو اپنا مشہور زمانہ خط لکھا تھا اسمیں مکہ مکرمہ کے وہ پندرہ مقامات کے نام موجود ہیں جہاں دُعا قبول ہوتی ہے۔ (الاذکار نوویؒ)

○ بیت اللہ کا طواف کرتے وقت (مطاف کے اندر)

ملتزم کے پاس (یعنی خانہ کعبہ کا دروازہ اور حجر اسود کا درمیانی حصہ)

میزاب رحمت کے نیچے (خانہ کعبہ کی چھت کا پرنالہ)

خانہ کعبہ کے اندر۔

زمزم کے کنویں کے پاس۔

صَفا پہاڑی پر

مَروہ پہاڑی پر

مَسعیٰ (صفا اور مروہ کے درمیان دوڑنے کی جگہ (میلین اخضرین)

مقام ابراہیمؑ کے پیچھے۔

میدانِ عرفات میں (خاص طور پر جبلِ رحمت کے قریب)

مزدلفہ میں (خاص طور پر مسجد مشعر الحرام کے اندر)

قیام منیٰ کے دنوں میں (حج کے ایام منیٰ)

جمرۂ اولیٰ (چھوٹا شیطان)

جمرۂ وسطیٰ (منجھلا شیطان)

جمرۂ عقبیٰ (بڑا شیطان)

میدانِ منیٰ میں یہ تین مقام ہیں جہاں حجاج کرام ان تینوں مقامات پر کنکری مارتے ہیں اسکے بعد قبلہ رُخ ہو کر دُعا کرتے ہیں۔

یہ وہ پندرہ مقامات ہیں جہاں دعائیں خصوصیت کے ساتھ قبول ہوتی ہیں۔

محمد عبدالرحمٰن حیدرآبادی
استاذ حدیث و تفسیر ناظم اول مجلس علمیہ حیدرآباد
حال مقیم جدہ (سعودی عرب)

آہ! حقانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

شرک، بدعت اور غیر اسلامی رسوم اور غیر مقلدیت کی جڑیں کاٹ دینے والی شخصیت اللہ کو پیاری ہوگئی۔

مطابق ۱۰ ربیع الاول ۱۴۲۳ھ مطابق ۱۲ مئی ۲۰۰۲ء بروز پیر عصر کے وقت تقریباً ۹۰ برس کی عمر میں اپنے آبائی وطن دانکانیر ضلع راجکوٹ گجرات میں اس دنیا سے رحلت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون اور تدفین آبائی وطن میں عمل میں آئی۔

حضرت مولانا محمد پالن حقانی صاحبؒ کی تصنیفات

جس کا ہر ایک مدرس، مقرر، طالب علم اور لائبریری میں ہونا ضروری ہے

۱۔ **شریعت یا جہالت اضافہ شدہ** جس کو اللہ تعالیٰ نے بہت مقبولیت عطا فرمائی ہے۔ اس کتاب میں غلط عقائد کی وضاحت کی گئی ہے شرک و بدعت کی تردید کر کے توحید و سنت کو اچھی طرح واضح کیا ہے اور قرآن و حدیث کے حوالے سے ثابت کیا گیا ہے۔ صفحات ۸۴۸
قیمت اردو ۱۳۰ روپے۔ ہندی ۱۳۰ روپے۔ گجراتی ۱۳۰ روپے۔ انگریزی بنگلہ زیر طبع پشتو زیر طبع پنجابی زیر طبع

۲۔ **حقانی صاحب کی تقریریں اور نصیحت آموز لطیفے** مکمل دو جلد ان دونوں جلدوں میں ایک سو پچاس لطیفے مع نصیحت کے بیان کئے گئے ہیں اور اس کے علاوہ حقانی صاحب کے وعظ کرنے کا طریقہ بھی بتایا گیا ہے۔ اور تمام باتوں کو قرآن و حدیث سے ثابت کیا ہے۔ قیمت اول ۱۴۰۔ دوم ۱۶۰

۳۔ **قرآن و حدیث اور مسلک اہل حدیث** مکمل تین جلد۔ ان تین جلدوں میں اہل حدیث صاحبان کو سمجھایا گیا ہے یہ جلدیں اختلافی مسائل پر لکھی گئی ہیں۔ اور بفضلہ تعالیٰ بہت مقبول ہوئی ہیں۔ قیمت ۲۹۰ روپے قیمت جلد اول ۱۰۰ روپے۔ جلد دوم ۹۰ روپے جلد سوم ۱۰۰ روپے

۴۔ **حق اور باطل کی جنگ** مکمل ایک جلد، پہلے حصے میں حضرت موسیٰ کی جنگ فرعون سے شروع ہوئی ہے اور دوسرے حصے میں اپنے امتیوں سے۔ جس کو دونوں حصوں میں نہایت ہی مفصل انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ قیمت ۱۰۰ روپے

۵۔ **انگوٹھی خطرے سے خالی نہیں** یہ کتاب ان تین عنوانوں پر منقسم ہے۔ (الف) انگوٹھی خطرہ سے خالی نہیں۔ (ب) کراماتوں میں رکاوٹ۔ (ج) دین کے داعی کو چمکانے کے اسباب۔ یہ کتاب بھی نہایت آسان مفید اور جامع ہے۔ عدہ جد نفع کی امید ہے۔ قیمت اردو ۳۵ روپے، ہندی ۳۵ روپے

۶۔ **تین جماعتیں جنت میں جائینگی اور چوتھی جماعت کا جنت میں داخلہ نہیں ہوگا** ۱۰۰ روپے

۷۔ **مسلک اہل حدیث کے بارے میں قرآن و حدیث سے حق و باطل کا فیصلہ** قیمت ۱۰۰ روپے

۸۔ **خندق میں ابلیس سے آگے** رد غیر مقلدیت پر نہایت اہم کتاب قیمت ۱۰۰ روپے

۹۔ **عبادت کر رب کی، اتباع کر رسول کی** شرک و بدعت کی رد میں منفرد کتاب قرآن و حدیث کی روشنی میں۔ قیمت ۱۴۰ روپے

۱۰۔ **نعتیں و سلام** امت کے لئے حقانی صاحب کی نعتوں کا بہترین تحفہ۔ قیمت ۵ روپے

۱۱۔ **سوانح حضرت مولانا محمد پالن حقانی صاحب گجراتی** زیر طبع

ناشر

ربانی بک ڈپو
کٹرہ شیخ چاند لال کنواں دہلی ۶
Phone : 23210118
55392774
Fax : 23982786